رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینهون عن المنکر

اشاعت اسلام

اردو ترجمہ

اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا مجریہ لنڈن

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی — مسلم مشنری — مولوی صدر الدین بی اے بی ٹی

قیمت سالانہ تین روپے

یہ کار ثواب ہے کہ آپ ان رسالجات کی خریداری بڑھائیں کیونکہ انہیں رسالوں کی آمد بہت حد تک مسلم ووکنگ مشن کے اخراجات کی کفیل ہے رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ۱/۳ اخراجات کی ذمہ وار ہو سکتی ہے

جلد ۵ | بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۱۰

فہرست مضامین

۱۔ شذرات ... ۴۳۳
۲۔ ایک انگریز کپتان صاحب کا قبول اسلام ... ۴۳۶
۳۔ خطبۂ عید الفطر ... ۴۳۹
۴۔ انگلستان میں عید الضحی ... ۴۴۲
۵۔ اسلام تنہا راہ ترقی ... ۴۵۳
۶۔ جنگ اور مذہب ... ۴۵۷
۷۔ مشہراور شراب ... ۴۶۲
۸۔ [illegible] سرداران [illegible] ... ۴۶۳
شکست کے بعد فتح ... ۴۶۴

رسالہ اشاعت اسلام

کی

توسیع اشاعت کی طرف ناظرین کرام توجہ فرمائیں

ہم ان حضرات معاونین کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جو کہ رسالہ ہذا کی توسیع اشاعت میں حصہ لیتے رہتے ہیں۔ اخراجات مسلم مشن ووکنگ روزافزوں ترقی پر ہیں۔ مشن کا کام دن بدن وسیع ہو رہا ہے اور اپنی تبلیغی کوششوں کو اور بھی وسعت دینا چاہتے ہیں لیکن جہاں ہمیں کام کی وسعت کا خیال ہے اس کے ساتھ ہی ہمیں ان مصارف کا بھی تہیہ کرنا ضروری ہے۔ اسلئے اسلام کی اشاعت سے دلچسپی رکھنے والے احباب کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست ہے کہ وہ رسالہ ہذا کی توسیع اشاعت کی طرف توجہ مبذول فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ رسالہ کی توسیع اشاعت مشن کی استقامت کا موجب ہوگی +

خادم منیجر

موسم سرما کا بے نظیر تحفہ

موسم سرما آگیا۔ جو لوگ دماغی محنت کے عادی ہیں۔ انکے لئے یہ مجرب و زود اثر مفرد دوائی خالص ست سلاجیت (مومیائی) از حد درجہ کی مفید ہے۔ یہ دوائی مقوی اعصاب و معدہ و باہ ہے۔ گردہ و مثانہ کو مضبوط کرتی ہے۔ نزلہ زکام۔ ریزش۔ درد کمر یا دیگر دردوں کو بھی جو ریح یا چوٹ کے باعث ہوں دور کرتی ہے ہر ایک قسم کی کمزوری کیلئے اکسیر ہے۔ وکلاء طلباء اور دیگر دماغی کام کرنیوالوں کیلئے مفید ہے۔ تمام دن محنت کے بعد اسکے استعمال سے بہت کم تھکاوٹ ہوتی ہے مرد و زن بچہ بوڑھا ہر موسم میں بلاتمیز استعمال کرسکتے ہیں۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ (عہ/) خوراک ایک سے دو رتی حسب مزاج ہمراہ دودھ استعمال کریں۔ تاجران ادویات کو ۲۵ فیصدی کمیشن ملیگی۔ ایجنسی کیلئے تاجر صاحبان فوراً درخواست دیں۔

منیجر کارخانہ ست سلاجیت عزیز منزل لاہور

EID-UL-FITR 1337 A.H., AT THE MOSQUE, WOKING

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

ترجمہ اُردو اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا مجریہ لندن

جلد (۵) — بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء — نمبر (۱۰)

شذرات

اس مہینے کے رسالے کے ساتھ ناظرین باتمکین کیخدمتمیں ایک فوٹو پیش کیا جاتا ہے جس کے نیچے یہ عبارت لکھی ہوئی ہے "عید الفطر سنہ ۱۳۳۷ ہجری مسجد ووکنگ میں" اگرچہ فوٹو بالکل صاف نہیں ہے۔ مگر اسکو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی قدرت یاد آتی ہے کہ کہاں وہ دن تھا کہ مخالفین اسلام تو الگ رہے۔ بعضے مسلمان بھی یہ کہتے تھے کہ یورپ میں اسلام کا پھیلنا ناممکنات میں سے ہے۔ مگر محض اللہ تعالےٰ کی مہربانی اور فضل سے ہمیں آج یہ دن دیکھنا نصیب ہوا ہے۔ کہ تین سو سے زائد انگریز مرد اور عورتیں جو کہ اعلےٰ اور معزز طبقے سے تعلق رکھتے ہیں حلقہ بگوش اسلام نظر آتے ہیں۔ اور وہ مسجد ووکنگ جو کہ مدتوں مقفل پڑی رہی۔ اور جسمیں اللہ تعالےٰ کے نام کی صدا سالوں تک نہیں سنائی دی۔ مگر آج وہ ہی مسجد ان تین سو کے لگ بھگ نومسلموں اور دیگر مسلمانوں کے نعرۂ توحید سے گونج رہی ہے۔ اور اس کفرستان میں اللہ تعالےٰ کے دین کی منادی ہو رہی ہے ؎

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری — تھمتا نہیں کسی سے سیل رواں ہمارا

اس فوٹو سے ناظرین اس مقدس جمعیت اور اسلامی اخوت اور برادری کا اندازہ کر سکیں گے جو کہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور انکے احباب کی کوششوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمیں آج مسجد ووکنگ میں نظر آرہی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک معزز ناظرین سے آخری درخواست یہ ہے ؎

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا — بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا
اگر امروز فکر عزت دیں در شما جوشد — شما را نیز واللہ رتبت عزت شود پیدا

مسجد ووکنگ میں اتوار کے لیکچر حسب دستور ہوتے رہتے ہیں +

انگریزی پرچہ اسلامک ریویو بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۹ء میں حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی کی قلم سے ایک نہایت دلچسپ اور علمی سلسلہ مضامین کی بنا رکھی گئی ہے۔ اس کی سرخی "پیدائش اسلام" ہے۔ اور اسکے نیچے ایک اور چھوٹی سرخی "زمانہ جاہلیت" ہے حضرت مولوی محمد علی صاحب کی ذات سے کون شخص ہے جو واقف نہیں۔ آپ کا نام قرآن کریم کا انگریزی زبان میں نہایت اعلیٰ ترجمہ اور تفسیر کرنے کی وجہ سے چار دانگ عالم میں مشہور ہو چکا ہے۔ اور آپ کی لیاقت علمی و دینی کا ہر شخص معترف ہے۔ آپ کے رشحات قلم کئی دفعہ اسلامک ریویو اور رسالہ اشاعت اسلام کے صفحوں کو مزین کر چکے ہیں اس دلچسپ اور علمی مضمون کا ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام کے آیندہ پرچوں میں ناظرین کی خدمت میں باقساط پیش کیا جائیگا +

اسی رسالہ کے کسی دوسرے صفحے پر ہم اُس معرکۃ الآرا خطبہ عید الفطر کو ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ جو عالیجناب مسٹر محمد مارمیڈیوک پکتھال صاحب نے مسجد ووکنگ میں عید الفطر ۲۹ جون ۱۹۱۹ء کو دیا۔ جناب مارمیڈیوک صاحب کے خطبات جمعہ پہلے بھی ناظرین کی خدمت میں پیش کئے جا چکے ہیں جن سے آپ کی لیاقت علمی و دینی کا ناظرین

نے اندازہ کرلیا ہوگا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو معاملات دینی میں خاص ملکہ عطا فرمایا ہے اور آپ کی تفسیر قرآنی اور خطبہ کو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ایک انگریز مسلمان قرآن کریم کے دقائق اور معارف کو ایسا سمجھتا ہے۔ جو اکثر دوسرے مسلمان نہیں سمجھ سکتے۔ یہ بھی فضل الٰہی اور عنایت ربّی ہے جس کو چاہے عطا فرمائے۔ امید ہے ناظرین اس خطبے اور دوسرے خطبات جمعہ کو پڑھ کر ضرور حظ حاصل کریں گے +

اسی رسالے کے دوسرے صفحات پر ایک جگہ "انگلستان میں تبلیغ اسلام" کی سرخی کے نیچے ایک انگریز کپتان صاحب کا قبول اسلام۔ اور دوسری جگہ ایک انگریزی خاتون اور ایک انگریز لفٹننٹ صاحب کے قبول اسلام اور تیسری جگہ "عید الضحیٰ انگلستان میں" کی سرخی کے نیچے چار اور نومسلمین کے اضافے کی خوشخبریاں درج ہیں۔ انکو پڑھ کر کون مسلمان ہوگا جس کے منہ سے بے اختیار سبحان اللہ اللہ اکبر الحمد للہ کے کلمات نہ نکلجائیں۔ ھذا من فضل ربی۔ اللہ تعالیٰ کے کیا کیا فضل ہو رہے ہیں اس پر بھی جو شاکر نہیں وہ بڑا بدنصیب ہے۔ وقد صدق ما قال ربی ان الدین عند اللہ الاسلام +

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری قریباً تین ہفتے ہوئے شملہ سے لاہور تشریف لے آئے ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے صحت آ گے سے اچھی ہے علاج برابر جاری ہے۔ احباب ازراہ کرم کامل صحتیابی کیلئے دعا فرمائیں۔ آپ کا موجودہ پتہ عزیز منزل لاہور ہے +

ہم چاہتے ہیں کہ ہر ماہ کا رسالہ اسی ماہ کے شروع ہفتہ میں ناظرین کرام کی خدمتمیں حاضر ہوجاوے۔ اسلئے اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ہمنے نومبر و دسمبر ۱۹۱۹ء کو اکٹھے ڈبل نمبر کی صورت میں شائع کرنیکا ارادہ کیا ہے تا کہ دسمبر ۱۹۱۹ء کے آغاز میں ہی ناظرین کرام کی خدمتمیں نومبر و دسمبر ۱۹۱۹ء کا ڈبل نمبر پہنچ جائے۔ اس کے علاوہ اس ڈبل نمبر شائع کرنے کی ایک اور خاص وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا ایک دلچسپ مضمون بعنوان "انکشافات نفس و شعور" ہے جو آپنے ممبران "خیالات جدید" کی تحریک سے لندن مسلم ہوس میں دیا۔ ممبران مذکور وہ لوگ ہیں جو عیسائی مذہب سے بیزار ہو کر روحانی اور باطنی ترقیات کی فکر میں ہیں۔ یہ مضمون چونکہ بہت طویل ہے اور ساتھ ہی دلچسپ بھی ہے۔ اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ اسکو ایک ہی رسالہ میں شائع کر دیا جاوے۔ تا کہ اسکی لطافت و دلچسپی قائم رہے اور اول سے آخر تک اکٹھا مطالعہ ہو جاوے +

انگلستان میں تبلیغِ اسلام

ایک انگریز کپتان صاحب کا قبول اسلام

برادرانِ اسلام کو معلوم ہے۔ کہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی کے ایثار اور مساعی جمیلہ سے انگلستان کی سرزمین میں ایک مستقل اسلامی مشن کی بنیاد پڑ چکی ہے جس کی ترقی اور بار آوری میں جناب مولینا مولوی صدرُالدین صاحب بی اے۔ بی ٹی کا ایک خاص حصہ ہے قریباً تین سال ہوئے۔ کہ مولوی صاحب ممدوح انگریز نومسلمین کی تعداد قریباً دو صد تک پہنچ جانے کے بعد یہاں سے واپس ہندوستان تشریف لے گئے تھے۔ اور جناب خواجہ صاحب دوبارہ ہندوستان سے کام کرنے کے لئے آئے لیکن مشن کے روز افزوں کام اور اسلامک ریویو جیسے وقیع اسلامی آرگن کی ادارت اور انتظام میں رات دن منہمک رہنے کی وجہ سے خواجہ صاحب کی صحت پر بہت بُرا اثر ہوا۔ اور انہیں بحالات مجبوری ڈاکٹروں کے مشورہ کے ماتحت ہندوستان واپس جانا اور مولوی صدرُالدین صاحب کو دوبارہ ولایت آنا پڑا چنانچہ آپ ۱۶۔ اگست ۱۹۱۶ء کو لندن پہنچے سٹیشن پر یہاں کے اولین مسلم لارڈ یعنی رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے بالقابہ معہ صاحبزادگان پہلے سے آئے ہوئے تھے ٭

اُسی دن شام کو لارڈ صاحب موصوف کی دعوت پر مولوی صاحب کی ملاقات چند ہندوستانی فوجی مسلمان افسروں اور سپاہیوں سے ہیمپٹن کورٹ پیلس گارڈن Hampton court Palace Garden میں ہوئی۔ ان سب کی تعداد تین سو کے قریب تھی جن میں سے نصف سے زیادہ افسر تھے۔ اور باقی سپاہی ان لوگوں کو جب ووکنگ مسلم مشن کا حال معلوم ہوا۔ تو انہوں نے ووکنگ میں آنے اور یہاں کی مسجد دیکھنے اور انگریز نومسلمین سے ملاقات کی بہت خواہش ظاہر کی اور جمعہ کے دن ووکنگ آنے کا وعدہ کیا نماز جمعہ تو یہاں ہمیشہ لندن میں ہوتی ہے

کیونکہ ووکنگ میں ہر جمعہ لندن کے بہت سے مسلمانوں کا آنا مشکل ہے۔ اس کے علاوہ اتوار کو ایک لیکچر لندن مسلم ہوس میں ہوتا ہے۔ اور ایک مسجد ووکنگ میں لندن مسلم ہوس میں آجکل مسٹر مارمیڈیوک پکتھال جو ایک مستشرق مسلمان ہیں کام کرتے ہیں۔ وہی خطبہ جمعہ دیتے ہیں اور نماز پڑھاتے ہیں لیکن ان فوجی مسلمان افسروں اور سپاہیوں کی خواہش پر مولوی صدرالدین صاحب نے ۲۲۔ اگست ۱۹۱۹ء کا جمعہ لندن کے علاوہ ووکنگ میں بھی ہونا ضروری سمجھا۔ چنانچہ اُس وقت خدا کی شان ان فوجی مسلمانوں کو تو یہاں آنے میں دیر ہوگئی۔ اور وہ سکاٹ لینڈ سے جہاں وہ سیر کے لئے چلے گئے تھے وقت پر نہ آسکنے کی وجہ سے نماز میں شامل نہ ہو سکے لیکن ایک انگریز کپتان صاحب جو ایکسپیڈیشنیری فورس Expeditionary force میں ہیں۔ اور حال ہی میں مصر سے آئے ہیں۔ اس جمعہ میں شامل ہوئے۔ اور انہوں نے بڑی فراخ دلی اخلاص اور مسرت کے ساتھ اپنے قبول اسلام کا خود اعلان کیا۔ اور مولوی صاحب سے کلمہ طیبہ پڑھا۔ مجمع پر جو غیر مسلم و مسلم انگریزوں اور ہندوستانیوں کا تھا اس اعلان کا بہت نیک اثر ہوا +

کپتان صاحب نہایت شریف اور اعلیٰ خاندان کے ہیں۔ ان کا انگریزی نام کیپٹن ڈیوڈسن Caption Davidson ہے اسلامی نام جلال الدین رکھا گیا اللہ تعالیٰ ان کو استقامت بخشے۔ اور وہ دین اسلام پر خود بھی عامل ہوں اور دوسروں کو بھی عامل بنانے میں کوشاں ہوں آمین

۲۔ جمعہ کے بعد اتوار (۲۴۔ اگست ۱۹۱۹ء) کو ۳½ بجے پھر ایک لیکچر مولوی صاحب کا مسجد ووکنگ میں ہوا جس میں پہلے آپ نے انگریزی میں ایک دعا کی۔ اور اس میں خصوصیت سے یہ بیان کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ جس نے مشرق و مغرب اور دنیا کی تمام چیزوں کو پیدا کیا اور وہ ان سب کی پرورش کرتا اور ان کی تربیت کے سامان مہیا فرماتا ہے ہمیں بھی اپنی تمام مخلوق کے ساتھ خواہ وہ مشرق کی ہو یا مغرب کی اور ہمیں کیسا ہی اختلاف کیوں نہ ہو یکساں برتاؤ رکھنے کی توفیق دے۔

دعا کے دوران میں تمام حاضرین جن میں قریباً سب انگریز نو مسلم و مسلم مرد اور خواتین

شامل تھیں نہایت خلوص قلب کے ساتھ سر جھکائے ہوئے تھے +

لیکچر کے بعد حاضرین میں سے ہر ایک کو آپ نے بڑی فراخ دلی کے ساتھ سوالات کی اجازت دی لیکن کسی نے بھی کوئی سوال نہ کیا - مجمع اچھا خاصہ تھا اور صرف پانچ چھ ہندوستانیوں کے سوائے باقی سب انگریز مرد اور خواتین تھیں - اللہ تعالےٰ ان سب کی دین حق کی طرف رہبری فرمائے - اور اسکی خدمات کی توفیق عنایت کرے آمین

والسلام خاکسار دوست محمد از دفتر ووکنگ مسلم مشن انگلستان

(۲)

ایک انگریز خاتون اور ایک لفٹننٹ کا قبولِ اسلام

لارڈ ہیڈلے بالقابہ کا لیکچر مسجد ووکنگ میں

برادران اسلام یہ سنکر خوش ہونگے - کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس ہفتہ ایک اور انگریز خاتون نے قبول اسلام کا اقرار نامہ لکھ کر دیا - اس کا انگریزی نام مس ڈیزی ہے اسلامی نام برکت رکھا گیا - اللہ تعالےٰ اسے اسلام پر چلنے کی توفیق دے +

علاوہ ازیں اس اتوار کو مسجد ووکنگ میں رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے بالقابہ بھی معہ صاحبزادگان مسجد ووکنگ میں تشریف فرما ہوئے - اور انہوں نے اپنے جوش اسلامی کی وجہ سے مولینا مولوی صدرالدین صاحب کے لیکچر سے پہلے ایک اخلاص بھری دُعا اللہ تعالیٰ سے کی - اور ساتھ ہی انگریزوں کے اندر اسلام کے پھیلنے اور ان کے سمجھدار طبقہ کے آئے دن اسلام قبول کرتے چلے جانے کا اعلان غیر مسلم و نومسلم انگریز حاضرین میں کیا - اور انہیں سنایا کہ اسلام بالکل سادہ مذہب ہے - ایک خدا اور سارے نبیوں کو ماننا اور سب نوں کا بھائی بھائی ہونا - لیکن اس کے برخلاف تثلیث کو ماننے میں الجھن اور مشکلات پیدا ہوتی ہیں +

لارڈ موصوف نے دوران تقریر میں ایک انگریز لفٹننٹ کی چٹھی بھی پڑھ کر سُنائی جو

عراق عرب میں فوجی ملازمت کے اندر مسلمان ہوئے۔ اور پونا میں مقیم ہیں۔ ان کا اسلامی نام جوزف عبد اللہ ہے۔ اپنا اصلی نام فی الحال ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ کیونکہ ان کا خیال ہے۔ کہ واپس انگلستان پہنچ کر خود اپنے رشتہ داروں کے سامنے قبول اسلام کا اعلان کرینگے انہوں نے ایک کتاب بھی اسلام کی شاندار خصوصیات پر لکھی ہے جو ان کے قبول اسلام کا باعث ہوئیں۔ انکی اپنی چھٹی اسلامک ریویو اکتوبر نمبر میں شائع ہوگی +

لارڈ صاحب موصوف کے بعد مولینا مولوی صدر الدین صاحب نے لیس البر ان تولوا وجوھکم الخ پر تقریر کی۔ اور بتایا کہ قرآن کریم نے کوئی قومی یا نسلی امتیاز انسانوں سے روا نہیں رکھا۔ جیسا کہ عام طور پر قوموں اور مذاہب میں پایا جاتا ہے۔ بلکہ بلا امتیاز سب کے ساتھ نیکی کرنے اور عمدہ سلوک سے پیش آنے کو ہی بہت بڑی نیکی قرار دیا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالے ان لیکچروں کو بیش از بیش کامیابی عطا کرے۔ والسلام

دوست محمد از ووکنگ انگلستان

خطبہ عید الفطر

یہ خطبہ مسٹر مارماڈیوک پکتھال نے مسجد ووکنگ میں ۲۹ جون ۱۹۱۹ء یعنے عید الفطر کے دن دیا +

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ

(سورۃ آل عمران رکوع ۱۱) + ترجمہ مسلمانو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اسلام پر ہی مرنا۔ اور سب مضبوطی سے اللہ (کے دین) کی رسی کو پکڑے رہو۔ اور ایکدوسرے سے الگ نہ ہونا۔ اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم (ایکدوسرے کے) دشمن تھے پھر اللہ نے

تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کی اور تم اُس کے فضل سے بھائی (بھائی) ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے (یعنی دوزخ کے کنارے تھے پھر اُس نے تم کو اُس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم راہِ راست پر آجاؤ" +

"حَبْلِ اللّٰہِ" (اللہ (کے دین) کی رسّی) قرآن شریف کی ایک دوسری سُورت میں اس طرح لکھا ہے +

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۖ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۚ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ (سُورۃ البقرہ۔ رکوع ۳۴) **ترجمہ**" دین میں زبردستی نہیں گمراہی سے ہدایت (الگ) ظاہر ہو چکی ہے تو جو جھوٹے معبودوں کو نہ مانے اور اللہ پر (ہی) ایمان لائے تو اُس نے مضبوط رسّی پکڑ رکھی ہے جو ٹوٹنے والی نہیں"۔

ہر ایک چیز ایک وقت پر ٹوٹ جائیگی اور ناکام ثابت ہو گی۔ مگر سوائے اس عہد کے جو کہ بنی نوع انسان کو اسکے خدائی فرائض میں اللہ تعالےٰ سے متعلق کر دیتا ہے۔ اور اس عہد میں وہ رسی جو کہ ہم کو اللہ تعالیٰ سے ملاتی ہے وہ انسانی ترقی کی ایک یقینی اور کبھی ناکام نہ رہنے والی امید ہے۔ اور انسانی بھائی بندی کا ایک یقینی راستہ۔ اور اس ناکام معاملے یعنی انسانی ترقی کا عام طور پر باعثِ امن و خوشی ہونے کی ایک ہی کلید کامیابی ہے۔ ایثار اور قربانی ہی سچے مذہب کا ثبوت ہے۔ مگر بعض لوگ ایثار اور قربانی کا مطلب۔ ایک انسان کا دوسرے انسان کی خاطر اپنی جان قربان کر دینا سمجھتے ہیں۔ مگر یہ سوسائٹی اور انسانی مفاد کے حق میں مضر ثابت ہو گا۔ کیونکہ اتفاق ہو سکتا ہے۔ کہ ایک لائق نیک اور کارآمد مرد یا عورت اپنے آپ کو ایک نکمے بیکار اور شریر شخص کی خاطر قربان کر دے حقیقی قربانی جو کہ اصلی انسانی اور اس وجہ سے مذہبی قیمت رکھتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے نفس کو قربان کر دینا ہے۔ یعنے اپنے خود غرض اور لالچی ارادوں کو اللہ تعالےٰ کے وسیع اور عالمگیر ارادے کے سامنے سرنگون کر دینا اسی طرح بچوں۔ دوستوں اور رشتہ داروں کی محبت اور انکی خدمت کرنے کی خواہش۔ حُبّ الوطنی۔ اور مذہب کی محبت سب اپنی اپنی جگہ نہایت قابل تعریف ہیں۔ مگر حبِ اللہ تعالیٰ کا خیال

اور کوئی اعلیٰ وارفع ارادہ مدنظر نہ ہو۔ تو یہی باتیں عام نسل انسانی کے لئے ضرر رساں ہو جائینگی۔ اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع انسان کا بلا تمیز نسل۔ قوم۔ مذہب یا رنگ خالق اور رازق ہے۔ اس کا رحم اور اس کے ارادے تمام کے لئے یکساں ہیں۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق پیدا کئے بغیر جو کہ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے عالمگیر ارادوں کو مدنظر رکھے بغیر اپنے دوستوں۔ اپنے رشتہ داروں۔ اپنے ملک یا مذہبی جماعت کی خدمت کریں۔ تو گویا ہم دوسرے لوگوں کے رشتہ داروں اور دوسرے لوگوں کے وطنوں سے فخر اور سرپر اپنے رشتہ داروں اور اپنے ملک کو ممتاز اور سرفراز کرتے ہیں۔ سو ہم عام مفاد نسل انسانی کو مدنظر رکھ کر بجائے فائدے کے نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اور پرستش اور خدمت کے مقصد اور مدعا ہونے کی حیثیت سے یہ تمام باتیں ہمیں سخت مایوس کرتی ہیں "تمام انسانوں نے مرنا ہے۔ اور ایک دن اللہ تعالیٰ کے حضور حساب کے واسطے ضرور پیش ہونا ہے۔ سو تو بھول جانے والوں میں سے مت بن"۔

ہم ایکدوسرے کے کتنے ہی واقف ہوں پھر بھی حقیقی آشنائی سے کوسوں دور رہتے ہیں لیکن ایک انسان دوسرے کی قلبی کیفیت کو سمجھ سکتا ہی نہیں۔ ہم ایکدوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور معاملات میں تعلق بھی کر لیتے ہیں لیکن کسی کے اندر سے واقف ہونے کی کوشش کریں تو نتیجہ حسرت۔ یاس۔ ناامیدی ہوتا ہے۔ اور یہی کہنا پڑتا ہے۔ ع

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

ہر ایک انسان کے وجود میں اس کا اپنا ایک نفس ہے۔ وہ نفس اس دن بھی ہم میں تھا۔ جس دن ہم میں شعور پیدا ہوا۔ اور اس دن بھی وہ ایسی حالت تشنگی میں ہمیں چھوڑیگا جس دن جسم و دیگر قوے مضمحل ہو جائیں گے۔ اس اپنے نفس کو کسی اور کا غلام بنا لینا۔ یہ خیال کہ ہماری خواہشات پوری ہو جائیں بجز یاس کے اور کوئی نتیجہ نہیں پیدا کر سکتی۔ کوئی مخلوق ایسی نہیں جو کسی انسان کے تمام تقاضائے نفس کو پورا کر سکے۔ سچا اطمینان۔ اور ان تمام تقاضات کا حقیقی طور پر اطمینان پا جانا صرف اللہ تعالیٰ کی جناب سے حاصل ہو سکتا ہے ہمارے فرداً فرداً تمام قومیں اسی کی جناب سے پرورش پاتی ہیں۔ اور اسی کے ذریعے ہم ایک دوسرے کے لئے باعث تسکین

ہو سکتے ہیں حقیقی اتحاد قلبی یا ایکدوسرے کی قلبی کیفیات سے واقف ہو جانا بھی ایک امر موہوم ہے۔ آغوش مادر سے لیکر لحد تک عورت ہو یا مرد ایکدوسرے کیلئے ایک رنگ میں اجنبی ہوتے ہیں ہاں جب انسانی روح احدیت تامہ کے آگے سر جھکا لیتی ہے۔ اور اپنے آپ کو اسکی رضا کے ماتحت کر دیتی ہے۔ تو پھر سب بیگانگیاں اور نا آشنایاں ختم ہو جاتی ہیں۔ پھر انسان تنہائی میں بھی ایک انجمن میں ہوتا ہے۔ اب وہ مخلوق الٰہی کی خدمت میں خدا کی منشا دیکھتا ہے۔ خدا کا مقصد اس کا اپنا مقصد ہوتا ہے۔ رب العالمین کی منشا پورا کرنے میں ہی اپنے قوا کو لگا دیتا ہے موت اور حیات کے دغدغوں سے الگ ہو کر رضا الٰہی میں لگجاتا ہے۔ اور تمام مخلوق الٰہیہ سے اسکی صلح ہو جاتی ہے یہی وہ حقیقت ہے جس کا نام اسلام ہے اس کا مقصد نہیں کہ ایک قسم کی انسان میں اس سے ایا ہجانہ بیخودی پیدا ہو جاتی ہے۔ بلکہ یہ تو وہ بیخودی ہے کہ جس کے رگ و ریشے میں خدمت ہی خدمت ہے۔ کیونکہ اس کا مقصد قوانین الٰہیہ کی تکمیل ہے۔ اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کے قوانین مندرجہ قرآن کوئی منفی قوانین نہیں۔ یعنے افعال سے رک جانا۔ یعنی ایسے حالات میں رہنا کہ جس میں ہمیں کسی کام کے کرنے کا موقع ہی نہ ہو۔ اور اس طرح ہم غلطیوں کے ارتکاب سے بچ جائیں بلکہ قرآن کریم کے قوانین تو عملی زندگی کو چاہتے ہیں۔ وہ صرف یہ نہیں کہتے کہ تجھے ایسا اور ایسا کام نہیں کرنا ہوگا۔ بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اپنی کل طاقت اور ہمت کے ساتھ یہ اور یہ کام کر۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو پھر تم مومن نہیں۔ کیونکہ اسلام میں ایمان اور عمل ایک چیز ہے۔ آنحضرت صلعم کی بعثت پر مذہب اور روزانہ زندگی دو الگ الگ چیزیں تھیں۔ مذہب کے ساتھ کچھ اعجاز نمائیاں وابستہ تھیں۔ وہی باتیں ربانی سمجھی جاتی تھیں جو کسی نہ کسی قوانین الٰہیہ کو توڑتی تھیں۔ اہل مکہ کہتے تھے :-

وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۙ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۙ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا (سورۃ الفرقان رکوع پہلا) +

ترجمہ:۔ (اور کافر یہ بھی کہتے ہیں) کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا اور بازاروں میں پھرتا ہے اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا کہ اس کے ساتھ ہو کر ڈراتا۔ یا اس پر کوئی خزانہ

برسا ہوتا یا اس کے پاس باغ ہوتا کہ اس سے کھاتا پیتا "
وہ پرانے نبیوں کی طرف بھی ایسی ہی کہانیاں اور افسانے منسوب کرتے تھے مگر قرآن کریم ان کو حقیقت سے مطلع کرتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ (سورۃ الفرقان رکوع ۲)
ترجمہ "اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے وہ کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے" گویا دوسرے لفظوں میں تمام پرانے نبی جن کو انہوں نے خدائی مرتبہ دے رکھا تھا صرف انسان ہی تھے +

اسلام نے مذہب کو عام فہم اور بالکل صاف صاف کر دیا۔ اس نے روزمرہ کے نظارہ کو نشانات الٰہیہ قرار دیا جنہیں اللہ تعالیٰ نے معجزوں سے زیادہ بیّن طور پر اپنے جلال اور طاقت کا ثبوت دیا ہے۔ اور اسلام ہی نے سچے مذہب کی منزل مقصود اور علت غائی کو اسی دنیا میں قرار دیا ہے اور اللہ تعالےٰ اس عالم کا شہنشاہ ہے ہم تمام اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اور ان قوانین سے لاچار ہیں جن کو ہم نے کبھی نہیں بنایا۔ اور جو کہ قوانین قدرت یا اللہ تعالےٰ کے قوانین کہلاتے ہیں۔ انسان اس دنیا میں اس کا خلیفہ یا واسرائے ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ ایسا بادشاہ نہیں ہے جو کہ غائب یا غیر موجود ہو۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کا محافظ اور یاور ہے۔ اور وہ ان کو ظلمت سے نکالکر روشنی کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ مگر وہ روشنی جس کی طرف وہ ہدایت کرتا ہے وہ کوئی مخفی پُراسرار اور غیر ارضی روشنی نہیں ہے۔ یہ ایک روزمرہ اور عام فہم روشنی ہے۔ حالانکہ ہم اس کو یعنی اللہ تعالےٰ کو معجزوں اور مخفی اور بعید الفہم رسموں اور کارروائیوں میں ڈھونڈھتے ہیں۔ گویا وہ ایسی چیز ہے جو کہ بڑی بعید ہے۔ جیسے ہم سراسر تاریکی میں تھے۔ خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت ہم اپنے چاروں طرف مشاہدہ کرتے ہیں۔ وہ یہاں موجود ہے۔ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (بس اسلام پر ہی مرنا) سو حقیقی طور پر مسلمان ہوئے بغیر مت مرنا +
مگر یہ خیال نہ کرنا کہ یہ اطاعت اور فرمانبرداری روحانی زندگی کا خاتمہ ہے۔ یہ خاتمہ بالکل نہیں ہے۔ یہ بھی ایک زندگی کی حالت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قانون کی فرمانبرداری

ہیں واقعی ایک سرگرم زندگی ہے۔ ایسا قانون جو کہ انسانی ساختہ قوانین سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اور وہ تمام بنی نوع انسان کی ایک طرح کی خدمت ہے۔ یہ صرف شخصی چال چلن پر ہی نہیں۔ بلکہ سوشل تعلقات تجارت اور مالگذاری سیاسی اور بین الاقوامی تعلقات پر بھی حاوی ہے +

"دوسروں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ دوسرے تمہارے ساتھ کریں" (مقولہ مسیح علیہ السلام)

اللہ تعالے کے قوانین جیسا کہ قرآن شریف میں وحی کئے گئے ہیں وہ ایسی معقول ہیں جو کہ شخصی اور مجموعی انسانی کیریکٹر پر پھیلا دیا گیا ہے۔ جو کہ ایسے طور پر بالتفصیل مرتب اور مدلل کیا گیا ہے۔ کہ جاہل اور عقلمند۔ قوم یا واحد شخص تمام کے تمام یقینی طور پر جان سکتے ہیں کہ ان موجودہ حالات کے ہوتے ہوئے ان کے کیا کیا فرائض ہیں (یعنی قرآن شریف نے اس کو عملی جامہ پہنا دیا ہے) سود خوری قمار بازی۔ شراب نوشی یہ سب سوسائٹی کے حق میں ضرر رساں ہیں۔ اور جائداد اور املاک کے متعلق یہ فرضی خیال کہ یہ ایک شخص واحد کی ملکیت ہو۔ اور وہ جو اس کے ساتھ چاہے کرے۔ اور اپنی وصیت میں جس کو پسند کرے اسکو اس کا وارث بنا جائے۔ یہ بھی سوسائٹی کیلئے مضر ہے۔ تمام جائداد وغیرہ خدا تعالی کی ایک امانت ہے جو کہ بعض شرائط کے ماتحت رکھی گئی ہے اور وہ شرائط اس مقدس قانون میں صاف طور پر بیان کیگئی ہیں۔ اپنی آمدنی کا ایک حصہ غریبوں کو بھی ضرور دینا چاہئے۔ اور ایک حصہ ہر سال اپنی جماعت کے لئے اور جب ایک آدمی مر جائے تو اسکی جائداد مقررہ اندازہ کے موافق خاص خاص رشتہ داروں میں تقسیم ہونی چاہئے۔ اسمیں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں جنگجو قوم پرستی اللہ تعالی کی بادشاہت میں ایک جرم ہے۔ حب الوطنی جیسا کہ یورپینوں نے اسے عام طور پر سمجھا ہے یعنی میرا ملک چاہے وہ حق پر ہے یا غلطی پر۔ یہ بھی انسانی مفاد کے برخلاف ہے مسلمانوں کا ان غلطیوں سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اللہ تعالے کے قانون کی فرمانبرداری جیسا کہ قرآن شریف میں وحی کیا گیا ہے میرے خیال میں ایک ہی

راستہ ہے۔ جس سے امیر و غریب۔ حاکم و محکوم۔ غلام و آزاد سب کے حقوق اور دعاوی پورے ہو جاتے ہیں۔ جب ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کے قانون کو قبول کر لیا گیا۔ اسی وقت تمام تکلیفیں دُور ہو جائینگی۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اس پس و پیش سے جسمیں کہ مہذب دُنیا آجکل پڑی ہُوئی ہے نکلنے کا یہی ایک راستہ ہے۔ اور یہ بات معلوم کرنا ایک مسلم کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کہ یورپ کے بڑے روشن دماغ مُدبر اپنی مجوّزہ اصلاحات میں اس راستے کے بالکل قریب آگئے ہیں۔ اُن کو اسبات کا شان و گمان بھی نہ ہوگا۔ کہ جس بات کو وہ انسانی دماغ کا آخری کارنامہ سمجھتے ہیں۔ وہ سب سے پہلے ایک اُمّی عرب نے تیرہ سو برس پہلے دُنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور جو کہ اُس قانونِ الٰہی کا جو تمام انسانی ترقی کا منتظم اور حاکم ہے ایک حصّہ ہے۔ جب تم مؤذن کو حیّ علی الفلاح۔ حیّ علی الفلاح" یعنی (کامیابی کی طرف آؤ۔ فلاح و بہبودی کی طرف آؤ) کہتے ہُوئے سُنتے ہو۔ تو تم اُس کا کیا مطلب خیال کرتے ہو؟ کم از کم خود غرض کامیابی تو نہیں۔ تو کیا رُوحانی کامیابی؟ ہاں کیونکہ ہم نسل انسانی کی خدمت کر کے ہی اس دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی محافظ دوستی کا مفہوم سمجھ سکتے ہیں۔ اور اس بات کا حاصل کرنا ہی ہماری زندگی کا مقصد ہے۔ سو اِن تیرہ سو برس کے دوران میں دُنیا کے ہر ایک مسجد سے رات اور دن یہ صدا اطرافِ عالم میں پھیلتی رہی ہے۔ حیّ علی الفلاح۔ حیّ علی الفلاح (کامیابی کی طرف آؤ۔ کامیابی کی طرف آؤ) کامیابی کس میں ایسمیں اب تک ناکامی ہی رہی۔ یعنی بنی نوعِ انسان کی مجموعی ترقی مُسلمانی دُنیا میں کامیابی ہُوئی ہے اور کامیابی ہے۔ قوم پرستی موقوف کر دیگئی ہے۔ اور حُبّ الوطنی کی جگہ بھائی بندی کی رُوح پھونکی گئی ہے۔ سیاہ اور سفید بھورے اور پیلے سبھی رنگوں کے آدمی اسلام کی برادری میں آملے ہیں۔ مگر سب کا درجہ اور رُتبہ ایک ہی ہے۔ اور سب برابر اور یکساں ہیں۔ اور سب کے سب اللہ تعالےٰ کے مُقدس قانون اور دین کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے ہُوئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی حکومت میں کسی پولیس اور پادریوں کے فرقے کی ضرورت نہیں ہے۔ صدیوں تک مسلمانی ممالک میں کوئی پولیس کا رواج نہیں تھا۔ اور نہ ہی اسکی کوئی ضرورت تھی۔ کیونکہ ایک با امن اور آسُودہ حال لوگوں کے لئے پولیس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور اُس حالت میں کسی پادری یا درمیانی واسطے

کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔ جبکہ ہر ایک بندہ اپنے حی و قیوم بادشاہ تک بآزادی پہنچ سکتا ہے جہاں کہ تمام کے تمام پادری یا پادر انٹیں ہیں۔ اور ہر ایک کو سوچنے کا حق حاصل ہے۔ ہاں ہم مسلمانوں کے لئے کئی وجوہات ہیں۔ جن کی وجہ سے ہم کو اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کو یاد کرنا چاہیئے جو اُس نے ہم پر کیں +

"اور کس طرح ہم پہلے دشمن تھے۔ مگر اُس نے ہمارے دلوں میں محبت ڈالدی اور ہم اسکے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور کس طرح ہم ایک آگ سے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ اور اُس نے ہمیں اُس سے بچا لیا"۔

مگر اسلام سے باہر دُنیا کا کیا حال ہے۔ کیا مسلمانوں نے اسکے متعلق کافی طور پر غور و خوض کیا ہے۔ اور کیا وہ صرف اپنی خوشی پر ہی قانع نہیں رہے۔ اور ایک جماعت ہونے کی حیثیت سے دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی خُوبیاں بتانے سے تاکہ ان کو بھی اس کا علم ہو جائے بے پرواہ نہیں ہو گئے؟ سو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمین میں سختیاں جھیلنے والے لوگ تنگ آمد بجنگ آمد والے مقولہ پر عمل در آمد ہو کر آسودہ حال لوگوں پر حملہ آور ہو گئے۔ انہوں نے آہستہ آہستہ سلطنت اسلامی کو مغلوب کر لیا۔ اور اب وہ اس کے دلیرانہ بقیہ پر ایک جلاد کی حیثیت سے کھڑے ہیں۔ اور ان کو نہ کسی خدائی قانون اور نہ ہی انسانی قانون کا علم ہے جو کہ مغلوب اور مفتوح قوموں کے متعلق ہو +

مگر کیا یہ اُن کا قصُور ہے؟ اور کیا یہ گذشتہ مسلمانوں کا قصُور نہیں ہے؟ اسبات کو تیرہ سو برس کا عرصہ ہونے آیا۔ جبکہ بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے وہ آلہی قوانین وحی کیئے گئے جو کہ جنگ اور فتح کو باقاعدہ اور باترتیب کرتے ہیں۔ مگر اسکی کیا وجہ ہے کہ آجکل کے دُنیا کے حکمرانوں نے اسکے متعلق کبھی کچھ سُنا ہی نہیں؟ مگر کیا اللہ تعالیٰ کی حکومت تباہ ہو گئی ہے؟ کیا اللہ کی سلطنت کسی کے رحم و کرم پر موقوف ہے؟ نہیں بالکل نہیں مُسلمان مُضطرب اور پریشان ہو گئے ہیں۔ اور اس گھبراہٹ میں وہ ادھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ مگر الحمد للہ کہ وہ اب پھر یکجا اور مُتّفق ہو گئے ہیں۔ اور بجائے جُدا جُدا ہونیکے وہ تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کے دین کی رسّی (حبل اللہ) کو مضبُوط پکڑے ہُوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی سلطنت کبھی بھی شکست خوردہ

نہیں ہو سکتی جب تک کہ مسلمانوں میں یہ رُوح باقی ہے۔ جبکہ ہمارے بڑے رُتبے والے آدمی مستعفی ہونے کو تیار ہیں۔ اور ہر ایک مسلمان اپنے مال و جان کو ایک امر میں انصاف کیخاطر قربان کر دینے کو تیار ہے۔ اس سے پہلے بھی ایکدفعہ اسلامی سلطنت مفتوح ہو چکی ہے۔ مگر پھر کیا نتیجہ ہوا؟ فاتحوں نے اسلام قبول کر لیا۔ کیا یہ آجکل ناممکن ہے؟ نہیں یہ ناممکن نہیں ہے۔ اگر ہمارا اسلام وہی ہے جو قرآن شریف اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سکھایا اور بتایا۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ ہماری ہی طرز عبادت ہو۔ بلکہ ہمارے مذہب کے بڑے رُکن اور اصُول اور اس عالم پر اللہ تعالیٰ کی مالکیت اور بادشاہت۔ اور اس عالمگیر بھائی بندی اور تحمل اور بُردباری کے اصُول کو قبول کر لینا ہے۔ جس کا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو وعظ کیا۔ یہی ہے جس کے لئے دنیا کی مظلوم اور تکلیف زدہ قومیں اتنی خواہش کرتی ہیں۔ ایک چیز جس کی کہ بڑی ضرورت ہے وہ مسلمانوں کا دوسروں کو ایک عمدہ نمونہ دکھانا ہے۔ ہر ایک جو تم سے ملے اس سے نیک سلوک کرنے کی کوشش کرو۔ تمام قسم کی بدی اور ذلیل عادات سے اجتناب کرو۔ اور نیکی اور بھلائی کو جہاں کہیں بھی پاؤ اس کی خاطر کھڑے ہو جاؤ۔ اور یہ صرف مسلمانوں میں ہی نہیں بلکہ جہاں کہیں بھی دُنیا میں پاؤ ایسا کرو۔ اور بدی کو جہاں بھی دیکھو اس کی مخالفت کرو۔ اور ہر ایک کو جو کہ انسان کے قانون سے زیادہ عظیم الشان قانون۔ اور اسکی جزا اور سزا سے بڑھ کر جزا اور سزا کا قائل ہو۔ اور اللہ تعالےٰ کے اندازہ اور قاعدہ کے مطابق بلا وجود اور پیچیدہ حق اور باطل میں یقین کرتا ہو۔ ایسے آدمی کو چاہئے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیرو ہو۔ یا موسیٰ علیہ السلام کا یا کسی اور پیغمبر کا یا کسی کا بھی نہ ہو۔ سچائی۔ ایمانداری اور بھلائی کی خاطر زبردست مجاہدہ کرنے میں اپنے ساتھ شریک ہونے کی دعوت ہو۔ آؤ ہم سب ملکر اللہ تعالےٰ کی رسی کو

مضبوطی سے پکڑ لیں اور

پھر کبھی جدا

نہ ہوں +

اللہ اکبر اللہ اکبر و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد

عید الضحیٰ انگلستان میں

چار اور نومسلمین کا اضافہ

عید کا دن یُوں تو کل عالم اسلامی میں ایک خاص مسرت و ابتہاج کا دن ہوتا ہی لیکن انگلستان کی سرزمین میں یہ اپنی خصوصیات کے لحاظ سے ایک خاص رنگ اپنے اندر رکھتا ہے مسجد ووکنگ جو اس ملک کی ایک ہی ایسی مسجد ہے۔ اس وقت انگلستان کے مسلمانوں کا مرکز بن چکی ہی۔ اور جس دن سی یہاں مسلم مشن کی بنیاد رکھی گئی ہی عیدین کے روز یہاں ایک عجیب شان نظر آتی ہی اس دن نہ صرف ہر چہار اطرافِ عالم کے مسلمان ہی اپنے گوناگون رنگوں اور لباسوں کے ساتھ زبانوں اور حیثیتوں کے اختلاف کے ہوتے ہوئے ایک جگہ ایک معبودِ برحق کے سامنے کھڑے ہوکر اپنے اتحادِ قومی کا ثبوت دیتے ہیں بلکہ بہت سے انگریز مسلمان بھی ان کے دوش بدوش کھڑے ہوکر اپنی اخوتِ اسلامی کا اظہار کرتے اور اسلام کی جمہوریت کا مزہ چکھتے ہیں +

گذشتہ ۶ ستمبر ۱۹۱۹ء کا دن انہی بلکہ ان سی بھی بڑھ کر بعض شاندار مناظر کو یہاں لیکر آیا اس دن عید الضحیٰ کا اسلامی تہوار منانے اور نماز پڑھنے کے لئے قریبًا صد مسلمان انگلستان کے مختلف حصص سی یہاں آئے علاوہ ازیں بعض ہندو اور غیر مسلم انگریز بھی تھے اور نومسلم انگریز مرد اور خواتین بھی بہت تھیں۔ ہمارے ہندوستانی مسلمانوں کا مجمع بھی تھا ان میں بہت سے بڑے بڑے معزز ہندوستانی لیڈر بھی آئے ہوئے تھے جنمیں سی بعض کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:-

آنریبل سیٹھ یعقوب حسن صاحب بیرسٹر ایٹ لا ممبر لیجسلیٹو کونسل مدراس

آنریبل غلام محمد صاحب بگری از بمبئی

مسٹر سید حسن امام صاحب بیرسٹر ایٹ لاء سابق جسٹس ہائیکورٹ

اِن کے علاوہ اور بہت سے ہندوستانی مسلمان معززین بھی تھے! اور ان ہندوستانی افواج کے جو کچھ دنوں سے انگلستان آئی ہوئی ہیں بعض افسر بھی آئے ہوئے تھے مثلاً:۔

رسالدار شیر علیخان صاحب پلٹن ۲۷ کوئٹہ

صوبیدار خدا بخش صاحب میرٹھ

رسالدار مجید گل صاحب پلٹن ۱۷ لاہور

رسالدار محمد یعقوب خان صاحب پلٹن ۲۳ کیولری

میجر عیسیٰ خان صاحب از بہاولپور

کرنیل اقبال محمد صاحب از بھوپال (یہ شاندار اور پُر رعب شکل انسان حضور بیگم صاحبہ والیہ بھوپال کے عزیزوں میں سے ہیں)

اِن فوجی افسروں کا جو تین سو پچاس کی تعداد میں یہاں ہیں قبل ازیں بھی ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ وہ ووکنگ میں آ کر اپنے نومسلم انگریز بھائیوں اور خواتین سے ملنے کے خواہشمند تھے۔ لیکن باوجود عزم مصمم رکھنے کے ۲۲۔ اگست کو جمعہ میں شامل نہ ہو سکے۔ آخر ۵ ستمبر سنہ ۱۹۱۹ء کو یعنی عید سے ایک روز قبل لندن میں یہ تمام اصحاب نماز جمعہ کے لئے آئے۔ چونکہ یہ تمام لوگ تعداد میں تین سو سے اوپر تھے۔ اسلئے لندن مسلم ہوس میں صرف دس پندرہ افسر مسٹر مارمیڈیوک پکتھال نومسلم انگریز کی اقتدا میں جمعہ پڑھ سکے۔ اور ان کی قرآن خوانی اور خطبہ کو سنکر از حد محظوظ ہوئے۔ اس کے بعد ہی اس باغ اور سیر گاہ میں جس کا نام ہائیڈ پارک ہے۔ مولانا مولوی صدر الدین صاحب نے باقی تمام افسروں کو جمعہ پڑھایا جس سے ان تمام لوگوں کو از حد خوشی ہوئی! اور پندرہ سو روپیہ مشن کی امداد کے لئے اسی وقت نقد نذر کیا فجزاہم اللہ احسن الجزا۔

اِن اور بہت سے اور ہندوستانی مسلمانوں کے علاوہ جو ہندوستان کے مختلف صوبوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایران اور مصر اور افریقہ کے بھی بعض لوگ شامل تھے مثلاً مسٹر ایس ایچ اصفہانی جو ایران سے آئے ہوئے ہیں مسٹر احسان البکری جو مصر کے ہیں ایسا ہی افریقہ کے بعض سیاہ فام لوگ بھی انگلستان کے گورے رنگ والوں کے پہلو بہ پہلو کھڑے تھے۔

ان سب لوگوں کو انگلستان کے مسلمان انگریز مردوں اور خواتین سے ملکر ان کے مونہوں سے اللہ اکبر اور سلام علیکم کی آوازیں سن کر اُن کو نماز کے اندر اپنے پہلو بہ پہلو کھڑے اور سجدے میں جاتے ہُوئے دیکھ کر اور بعد میں ان سے بغلگیر ہو کر اور ایک ہی میز پر ان کے ساتھ کھانا کھا کر جو لُطف اور سرور حاصل ہُوا۔ جو برادرانہ محبت کا نمونہ اس موقعہ پر انہوں نے دیکھا۔ وہ بیان سے باہر ہے ؛

قریباً ½ ۱۱ بجے، ہمینا مولوی صدر الدین صاحب کی اقتدا میں نماز پڑھی گئی۔ جس کے بعد مولینا نے ایک نہایت زبردست اور موثر خطبہ دیا۔ اور ہمیں بتایا کہ عید الضحیٰ کا دن اُس مقدس انسان کی یادگار ہے جو تمام قوموں اور نبیوں کا باپ ہے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام حضرت محمد رسُول اللہ صلعم نے اپنی ذات کے لئے اس دن کو عید قرار نہیں دیا بلکہ تمام قوموں کے باپ کی سُنت کو رائج کیا۔ اور اس ذریعہ سے کل اقوام کو ایک مقصد پر کھڑا کرنا چاہا۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ دُنیا کی تمام اقوام یہود۔ نصاریٰ اور ہندو اور دیگر تمام مذاہب کے لوگ اللہ تعالیٰ کے رُوحانی انعامات کے وارث صرف اپنے آپ کو ہی سمجھتے ہیں اور ہر ایک مذہب کا پیرو دوسرے مذاہب والوں کے متعلق یہی اعتقاد رکھتا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ہدایت نہیں آئی۔ اور بہشت کی لذات ان کو چھو بھی نہیں سکتیں قرآن اس کا حامی نہیں۔ وہ صرف حضرت محمد رسُول اللہ صلعم ہی کو نہیں منواتا۔ بلکہ تمام انبیا اور الٰہی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم دیتا اور کھلے لفظوں میں فرماتا ہے۔ و ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ کوئی قوم نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی نذیر نہ آیا ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود غرضی خودستائی کو نزدیک تک نہیں آنے دیا۔ بلکہ اگر اپنے تئیں منوایا۔ تو دوسرے تمام انبیاء پر بھی ایمان لانا فرض کیا۔ اور اس ذریعہ سے تمام اقوام اور مذاہب کو ایک کرنا چاہا۔ ایسا ہی آپ نے توحید الٰہی پر زور دیتے ہُوئے یہ بتایا۔ کہ دُنیا میں جو مختلف قومیں جب ایکدوسرے کے خلاف کھڑی ہوتی ہیں تو دنیا کو مصیبت میں ڈال دیتی ہیں۔ دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند۔ ایک حقیقت مسلمہ ہے تو دو خدا اگر ہوں۔ تو ان سے کیا کچھ تباہی دنیا پر نہ آئے۔ ایک اگر بارش کرنا چاہے۔ تو

دوسرا کہے نہیں دھوپ ہونی چاہیئے۔ ایک پھلوں اور اناج کو پیدا کرنا چاہے۔ تو دوسرا اُن کی تباہی و بربادی میں خوش ہو۔ اسی طرف قرآن نے اشارہ کیا ہے لو کان فیھما الھة الا اللہ لفسدتا۔ اگر اس زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی اور خدا بھی ہوتا۔ تو فساد ہو جاتا۔ چہ جائیکہ تین خداؤں کو مانا جائے۔ اس لئے قرآن کریم نے ایک خدا کو منوا کر اور اسے رب العالمین بتا کر تمام اقوام کو ایک پلیٹ فارم پر کھڑا کرنا چاہا۔ ایسا ہی آپ نے قبلہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اپنی بڑائی کے لئے خانہ کعبہ کو قبلہ قرار نہیں دیا۔ نہ آپ کی وہاں قبر ہے۔ بلکہ یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کا مقرر کردہ مقام ہے جس کی طرف مُنہ کرنے میں کُل قوموں کا اتحاد مُضمر ہے۔ اور اس ذریعہ سب کو ایک مرکز کی طرف بُلایا گیا ہے غرض آپ نے خُطبہ میں تمام اسلام کا خلاصہ نہایت زبردست اور مؤثر الفاظ میں سُنایا جس کے بعد تمام حاضرین نے ملکر اللہ اکبر اللہ اکبر و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد کی صدائیں بلند کیں۔ اور سب ایکدوسرے سے بغلگیر ہوئے +

اس تمام نظارہ کا فوٹو لینے کے لئے لندن کے بعض اخبارات اور سنیما والے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے نماز کی حالت میں بھی اور بغلگیر ہونے کا بھی فوٹو لیا۔ جو دوسرے ہی دن اسٹینڈرڈ ہیرلڈ۔ ویکلی ڈسپیچ اور سنڈے پکٹوریل وغیرہ اخبارات میں چھپ گئیں۔ اوّل الذکر اخبار نے تو اپنے پہلے صفحہ پر ان تصاویر کو جگہ دی۔ گویا اسلام کا نقشہ تمام انگلستان میں پہنچا دیا! ایسا ہی سنیمٹوگراف کے ذریعہ کُل دُنیا میں ایک اعلان ہو جائے گا +

نماز کے بعد تمام حاضرین کے سامنے پلاؤ قورمہ اور فرنی وغیرہ رکھی گئی۔ اور پھر سہ پہر کے وقت چائے پلائی گئی۔ شام کے بعد پھر باقیماندہ اصحاب کو پھر کھانا کھلایا گیا +

اُسی دن سہ پہر کو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے چار اور مسلمانوں کا اضافہ ہوا۔ ایک انگریز خاتون نے اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا۔ ان کا نام ژیڈ تھ ہے۔ اسلامی نام رحمت رکھا گیا۔ ان کے تین بچے ہیں۔ جو وہ بھی اسلام میں داخل ہوئے۔ ان کے نام ابراہیم

لطیف اور نذیر تجویز ہوئے۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو اپنے دین متین پر پورے مضبوطی کے ساتھ کاربند ہونے اور خدمات دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بہت سے اصحاب تو اسی دن شام کے وقت گھروں کو واپس چلے گئے لیکن بعض دوسرے دن یہیں ٹھیرے رہے۔ اور اتوار کے لیکچر میں بھی شریک ہوئے +

اس لیکچر میں بہت سے انگریز مردوں اور خواتین کے سامنے مولینا صدرالدین صاحب نے کفارہ کی اس جڑھ کو کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے۔ غیر ممکن ثابت کیا۔ اور زبردست دلائل اور خود حضرت مسیح کی تعلیم سے اس عقیدہ کی غلطی کو آشکار کیا۔ آخر میں باوجود سوالات کے لئے وقت دینے کے کسی کو بھی کچھ پوچھنے کی جرأت نہیں ہوئی +

غرض یہ دلچسپ مجمع ہفتہ کی صبح کو شروع ہو کر اتوار کی رات تک رہا۔ جو اپنے اثر اور نتائج کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہی ہے +

ہندوستانی افسر جو ہفتہ اور اتوار کے روز آئے نہایت مسرور تھے۔ اور ان پر نہایت ہی عجیب قسم کا اثر تھا۔ انگریز مسلمان مردوں اور خواتین کے ساتھ گفتگو کر کے ان کی اسلام کے ساتھ محبت اخلاص کو دیکھ کر۔ انکی اخلاص بھری خدمات کو ملاحظہ کر کے ان کے ساتھ نمازوں میں شامل ہو کر ان کو مسجد میں اذان دیتے اور تکبیر کہتے ہوئے دیکھ کر جو اسلامی جوش ان میں پیدا ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔ انہوں نے اعتراف کیا جو کچھ یہاں ہو رہا ہے وہ دیکھنے سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ اور عہد کیا کہ جہانتک ہم سے بن پڑیگا ہم اپنی اپنی جگہوں پر خاص طور پر مشن کی امداد کے لئے تحریک کرینگے میسور کے ٹیپو سلطان کی اولاد میجر محمد نصیر احمد صاحب نے اپنی ریاست اور کرنیل اقبال محمد صاحب نے بھوپال کی ریاست میں اور میجر عیسےٰ خان صاحب نے بہاولپور کی ریاست میں تحریک کرنے کے لئے عہد ہی نہیں کیا بلکہ التجا کی کہ مولوی صاحب کا جو حکم ہو۔ جتنے چندہ کا اشارہ ہو۔ ماہوار ہو۔ سالانہ ہو ہم بھجوا دیں گے۔ یہ سب رسالوں کے علیحدہ علیحدہ خریدار ہوئے اور چندہ بھی دیا فالحمد للہ علےٰ ذالک۔ والسلام

خاکسار دوست محمد

از دفتر ووکنگ مسلم مشن و اسلامک ریویو۔ انگلستان

اسلام شاہراہ ترقی

(ہمارے نومسلم بھائی مسٹر ڈڈلے رائٹ کے قلم سے)

بہت سے ایسے مذاہب ہیں۔ کہ ان کے آغاز میں ہی ان کے اصولوں کے زوال کی علامات ظاہر ہوئیں۔ اور رفتہ رفتہ ان کی حالتوں میں ایسے رنگ عیاں ہوئے جنہوں نے اُن کے بانیان کی اصلی تعلیم کو بہت حد تک چھپا دیا۔ مگر یہ بات مذہب اسلام میں قطعاً نہیں ہے۔ اور گو کہ مختلف زمانوں میں اس نے نئے نئے دور دیکھے۔ مگر اس کا توحید کا بنیادی ستون کبھی متزلزل نہیں ہوا۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک وحدانیت کی تعلیم میں کبھی کسی زمانہ میں بھی شرک کا نام تک نہیں آیا۔ برعکس ہم عیسائیت میں دیکھتے ہیں۔ کہ اس کے بہت سے فرقے اس خالق اور رب العالمین کی اتنی پرستش نہیں کرتے جتنی اپنی اختراع کردہ تثلیث کے دوسرے رکن کی۔ اور موجودہ زمانہ میں بعض عیسائی فرقے تثلیث کے تیسرے رکن کے پرستار بننے کی طرف زیادہ میلان دکھلا رہے ہیں۔ آؤ ہم پہلے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات پر نظر ڈالیں معاً ہمارے دل میں یہ سوال اُٹھتا ہے۔ کیونکہ ایک اُمی ہونے کے باوجود اس نے اپنے گرد و پیش میں کتنا عظیم تغیر پیدا کر کے نیا رنگ جمایا۔ کوئی طاقتور جماعت اسکی امداد کے واسطے ساتھ ہی کھڑی نہیں ہوئی تھی۔ اور نہ ہی کوئی پیشرو اس کے واسطے آیا تھا جس طرح یوحنا اصطباغی عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے آیا تھا۔ اس کے پیروؤں میں پولوس جیسا کوئی کھڑا نہ ہوا۔ جو اسکی سادہ تعلیم کو عقدہ لاینحل بنا دیتا۔ حتےٰ کہ وہ معقولیوں اور علماؤں کے دائمی جھگڑے اور بحث کا موجب ٹھہرتی اور اس بات میں ہم اللہ جلشانہ کا شکر بجالاتے ہیں۔ وہ پاک رسول تن تنہا کھڑا ہوا۔ اور بالکل ایک خشک لق و دق جنگل میں آوازیں دینے والے کی مانند تھا۔ اس کو مجنون کا فتویٰ دیا گیا۔ اور بالآخر یگانہ و بیگانہ کے مصائب و شدائد کا تختہ مشق بنا۔ مگر باوجود ان تمام تکالیف اور مطاعن کے جو اس کے اپنے اور غیر قبائل سے اس کو ملیں۔ وہ بذاتہ اور وہ دین پاک جو اسے دیا گیا۔ کامیاب ہو کر نکلے۔ جب ہم ان تمام مشکلات کا جائزہ لیتے ہیں جو اس کے سد راہ ہوئیں

جس وقت وہ اپنی ذمہ داری سے جو اس پر عائد کی گئی تھیں سبکدوش ہو رہا تھا۔ اور کمال دیانت سے اِس امانت سے عہدہ برآ ہو رہا تھا۔ ہم کو مجبوراً یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ وہ اس کام کو صرف اسی صورت میں سرانجام پہنچا سکتا تھا۔ جب اس کا پایہ ثبوت اپنی مشن میں بڑے وثوق کے ساتھ قائم ہوتا۔ آج بھی محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسی نقطۂ خیال سے دیکھے جاتے ہیں۔ جیسے وہ بعثت پیغمبر خدا سمجھے گئے تھے۔ اور اپنا اس کی مشن کے صدق کو ماننے لگ پڑی ہیں +

سو سال بھی نہیں گذرے کہ اس توحید کا نعرہ لگانیوالے کو غیر اسلامی دُنیا مفتری مجنوُن اور مذہبی دیوانہ خیال کرتی تھی۔ اور کبھی بھی پیغمبر خدا ماننے کو تیار نہ تھی۔ مگر یہ سہرا کارلائل کے سر پر ہے جس نے بڑے زور سے اسکی نبوت اور عظمت کو الم نشرح کیا۔ اور اس نے نبی پاک کے اخلاق اور تعلیم کو اصلی ماہیت میں دنیا کے سامنے پیش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اگرچہ پیشتر ازیں **گبن ہسٹاریانہ** نے بھی اس بارہ میں بڑی کوشش کی۔ مگر چونکہ وہ دہریہ مزاج اور مذہب سے منکر خیال کیا جاتا تھا اس واسطے اسکی بات کو وقعت نہ دی گئی +

اسلام ہمیشہ ترقی کا مذہب ہے۔ مگر اس کی اشاعت کی ترقی جو موجودہ ایک صدی میں ہوئی ہے وہ پہلے کبھی نہیں ہوئی کسی ایک پہلو سے دیکھیں ہمیں اس میں ترقی کرنے کی طاقتیں دکھائی دیتی ہیں صرف ایک مسئلہ درس و تدریس پر غور کرتے ہوئے اگر موجودہ محاربہ عظیم کو دیکھیں تو معلوم ہو گا۔ کہ صرف ان چار یا پانچ سال کے عرصہ میں عام تعلیم اور مذہبی اہمیت دی گئی۔ مگر ایک مسلمان کے لئے مذہبی تعلیم صرف کافی اور اتم ہے +

خاندان غزنی کے بانی سلطان محمود نے آج سے نو سو سال پیشتر عالموں اور شاعروں کو فیاضانہ طور پر مدد دی۔ اور علمی مشاغل کو فروغ دینے کی خاطر مستقل درسگاہیں اور عمارات کھڑی کیں۔ ایک عالیشان مسجد تیار کر کے اس کے ساتھ ایک یونیورسٹی کی بنیاد ڈالی جسمیں مختلف زبانوں کی نادر کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ تھا۔ اس کے ساتھ ہی عجائبات قدرت کا عجائب خانہ تھا۔ اس تمام وکمال سلسلہ کے قیام کے لئے اس نے ایک رقم کثیر علیحدہ رکھ دی۔ علاوہ ازیں طلباء و قابل معلموں کے اخراجات کے واسطے دوسرا فنڈ

بنا دیا تاکہ بےفکری سے علوم و فنون میں غواصی کریں۔ غزنی اس طرح روپیوں شاعروں فلسفیوں اور سائنسدانوں کیلئے موجب کشش ہوا۔ اور اس علمی مرکز کی چار دانگ عالم میں دھوم مچ گئی۔ مؤرخ فرشتہ نے محمود کی نسبت ٹھیک لکھا۔ کہ پیشتر ازیں کسی شاہی دربار میں اتنے عالم فاضل کبھی اکٹھے نہیں ہوئے تھے۔ اور سلطان کی وفات کے بعد اس کے جانشین محمود نے بھی اپنے باپ کی طرح جگہ جگہ سکول اور کالج قائم کئے۔ اور مستقل عطیات شاہی کے ساتھ ان کے بقا کو مضبوط کر دیا۔ اس عہد حکومت میں اس قدر کالج۔ مساجد اور دینی عمارات کھڑی کی گئیں کہ ان کا شمار کرنا مشکل ہو گیا۔ مسجد۔ مذہب اور دین کا مرکز بن گئی تا آنکہ دہلی کا دور شروع ہوا۔ اور یہ عظیم الشان شہر۔ ادبی۔ علمی مجالس کی وجہ سے مشہور ہو گیا لیکن یہ خیال ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔ کہ یہ تمام تگ و دو صرف تعلیم ذکور کے واسطے تھی بلکہ شاہان اسلام کے ماتحت ایسی سرگرمی تعلیم نسوان میں دکھائی گئی۔ اس کا مقابلہ انگلستان کے ساتھ کرو جہاں کہ باقاعدہ طور پر حکومت کی طرف سے تعلیم دینے کی پہلی کوشش ۱۸۷۰ء میں ہوئی۔ ہندوستان ہی نہیں بلکہ یورپ اور دیگر تمام ممالک میں جو اسلام کے زیر اثر ہوئے ہم ایک بڑھتی ہوئی علم کی رو دیکھتے ہیں۔ عرب کے صحرا نشینوں نے پہلے پہل بڑے بڑے جغرافیائی انکشافات کئے۔ جس علم میں وہ خاص دلچسپی لیتے تھے۔ اور اس امر کے ثبوت میں ہم صرف۔ لوالغدا کی مثال پیش کرتے ہیں۔ جسنے چودھویں صدی عیسوی میں انگلستان میں قدم رکھا یہی عرب تھے جنہوں نے علم ریاضی میں عظیم تغیر پیدا کیا۔ ارقمیدس بطلیموس و دیگر یونانی ریاضی دانوں کی کتب کا انہوں نے ہی اول اول ترجمہ کیا پلے ہمیں بتلاتا ہے کہ علم مثلث کو عربوں نے ایک علیحدہ علم بنایا۔ جس کو یونانیوں کے مروجہ طریقہ حروف تہجی کی بجائے خود اختراع کی یا چینیوں یا ہندیوں کے نمونہ سے ہندسے استعمال کئے بعد میں جس طریقہ کو اسلامی اندلس سے پوپ سلوسٹر دوم نے کیتھولک یورپ میں مروج کیا۔ الجبرا کا صحیح محل استعمال اور اسکی اہمیت صرف عربوں نے ہی دنیا کو بتائی۔ محمد ابن موسیٰ پہلا آدمی تھا جس نے درجہ ثانیہ کے مساوات کا حل بتایا۔ اور عمر بن ابراہیم نے علم میں رہنمائی کی اور مروجہ طریق کی غلطیوں کو ظاہر کیا جسمیں یونانیوں کے

غیر مکمل اصول کو درست کر کے اپنے قیاسات لگائے جو آج تک صحیح جانے جا رہے ہیں۔ راجر بیکن نے بھی عربوں کے نقش قدم پر چل کر یہ شہرت حاصل کی عیسائی تیوہار ایسٹر کی یاد کی تاریخ اسی بیکن کے باندھے ہوئے اصولوں سے مقرر کی گئی جو اس نے عرب کے ہیئت دانوں سے اخذ کی تھی۔ اور جس پر بعد میں گیلیو نے اپنی ساری اختراعات کا انحصار رکھا۔ اگرچہ کہا جا سکتا ہے کہ عربوں نے صرف سلف کے بنا کردہ علوم میں ہی ترقی کی۔ اور انہوں نے ہی بہت حد تک اپنے آپ کو محدود رکھا۔ تاہم اس علم کی وسیع اشاعت جو انہوں نے کی ہے۔ اور اس کو تنگ دائرہ سے نکال کر تمام دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ یہ کوئی معمولی کام نہیں تھی علم کیمیا اور طب میں بھی عرب ہی پیشرو اور موجب تھے۔ کامیابی کے ساتھ حیوانی۔ نباتی اور معدنی خواص کو پہلے انہوں نے دریافت کیا۔ اور اس طرح آرگینک و انارگینک کیمیا کی اور علم طب کی بنیاد ڈالی بہت سے علاج جو آجکل بڑے کامیاب ہیں۔ وہ عربوں نے ہی دریافت کئے تھے۔ اور نہایت تدقیق و تحقیق سے خطرناک اور عالمگیر امراض کی تشخیص کی +

بہرحال یہ ایک علیحدہ مضمون ہے۔ جس کے لئے ایک کتاب کی ضرورت ہے جسمیں علیحدہ علیحدہ مسلمانوں کے علم اور سائنس پر جو احسانات ہیں ان کو جمع کیا جاوے +

تعلیم اور علوم کی ترویج کے لئے جو کچھ کوشش سرکاری طور پر کلیسیا نے کی وہ یا تو اندرونی ریفارمروں کا کام تھا یا بیرونی تاثرات کا نتیجہ تھا۔ رومن کیتھولک شاخ کلیسیا نے جو عیسائیت کا قدیم ترین فرقہ ہے۔ اور اب بھی بروئے اعداد سب سے زیادہ ہے۔ اُس نے کبھی بھی تعلیم پھیلانے کے واسطے ایک محدود حلقہ کے باہر خود کوشش نہیں کی اسطرح علم کے واسطے مسلمان فقط آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کو پورا کرتے ہیں جن کا ایک قول ہے جو کوئی عالموں کی عزت کرتا ہے وہ میری عزت کرتا ہے +

علم حاصل کرو کیونکہ یہ عالم کو حق اور باطل کے درمیان تمیز کرنا سکھاتا ہے۔ یہ آسمان کا راستہ روشن کر دیتا ہے صحرا میں ہمارا دوست ہے اور تنہائی میں ہماری محفل جب ہم بغیر یار کے ہوں تو یہ ساتھی ہے۔ اور خوشی کی طرف رہنمائی کرتا ہے تکلیفوں میں ہمارا غم جھیلتا ہے

دوستوں میں زیور ہے۔ دشمنوں میں زرہ بکتر +

حرفہ و تجارت کی طرف نظر دوڑائیں تو اسمیں بھی یہی رنگ دکھائی دیتا ہے۔ شیشہ اور کاغذ سازی دونوں مقدس جنگوں کی بدولت ایشیا سے یورپ میں آئے اور تمام مغرب عربوں کا خصوصاً کاغذ کے بارہ میں زیر احسان ہے۔ سسلی میں زراعت کو افریقیہ اور اندلس کے عرب نوآبادکاروں نے فروغ بخشا جنہوں نے کرم ابریشم اور گنا کی کاشت کی۔ اگرچہ یہ بات تمام ظاہرات کے مقابل تمسخر آمیز ہوگی۔ مگر ان عرب تجار کی بدولت عیسائیت نے ہندوستان اور چین میں قدم رکھا۔ علاوہ ازیں بیشمار تعداد میں انکشافات اور ترقیات جو صنعت و حرفت اور تجارت میں ہوتی ہیں۔ اور جو فروغ علمی ہوا ہے۔ ان سب کے ذمہ وار مغرب میں فدائیاں رسول عربی ہی ہیں +

اخلاق کی اصلاح میں اسلام نے جس کامیابی کے ساتھ دنیا کو پاک کیا وہ نہایت ہی حیرتناک ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت توہم پرستی سے مطلع غبار آلود تھا۔ کوئی شخص مرجاتا تو یہ ضروری خیال کر لیا جاتا۔ کہ اسکی جائداد بعد از مرگ بھی اس کے ذاتی مصرف میں لائی جاوے۔ اور اسکی قبر پر ایک اونٹ باندھ دیا جاتا جو وہیں بھوک پیاس سے مر جاتا۔ تاکہ جب مردہ دوبارہ زندگی پاجاوے تو اسکو سواری ہم ملجاوے۔ اور اس کو پیدل چلنے کی تکلیف نہ ہو۔ دختر کشی کی ناپاک رسم عام تھی۔ بیویاں روپیہ دیکر خریدی جاتی تھیں۔ تاآنکہ قرآن کریم نے اس کو ممنوع قرار دیکر حکم دیا ہے کہ زر فریضہ اور خاوند اور خاوند کی جائداد کے حصہ کا اسکی موت کے بعد وہ وارث ہے۔ کثیر الازدواجی جو ایک لامتناہی سلسلہ معلوم ہوتی تھی۔ وہ بھی یک قلم روک دیگئی۔ اور تمام بیویوں کے ساتھ یکساں سلوک کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ کہ کثیر الازدواجی کو قریباً ناممکن بنادیا اور اب ہم کو اسلامی ممالک میں اسکی خال خال مثالیں ہی نظر آتی ہیں۔ یہ عام وطیرہ تھا۔ کہ خاوند ذراسی ناراضگی پر عورت کو طلاق دیدیتا۔ اور پھر اپنی مرضی سے اس کو اپنے حرم میں داخل کر لیتا اس طرح طلاق اور عود کرانے کا ٹھکانہ ہی نہ تھا۔ لیکن اسلام نے عملی طور پر اس قبیح رسم کو قطعاً بند کر دیا۔ آنحضرت صلعم نے تمام عرب میں عورتوں کے واسطے وراثت کے قوانین منضبط کئے۔ علاوہ بریں

دو بہنوں کا ایک ہی وقت میں اپنے نکاح اور بیوہ کا ایک طرح کی جائداد متصور کرنا وغیرہ وغیرہ مذموم رسم کا قلع قمع کیا +

۱۸۹۱ء سے قبل انگلینڈ میں بھی ہم طبقۂ اناث کو ابتر حالت میں دیکھتے ہیں جبکہ میری واسٹون کریفٹ نے کتاب عورتوں کے حقوق کی نگہداشت لکھی اور کہیں جا کر ۱۸۷۱ء میں قانون جائیداد شادی شدہ عورات پاس ہوا۔ اس سے قبل برطانوی مستورات گویا کہ جائداد مردوں کے ہاتھ کھلونے کی طرح تھیں مگر ہم قرآن میں شروع سے اخیر تک دیکھتے ہیں کہ اس نے عورتوں اور مردوں کے درمیان مساوات قائم کر دی ہے۔ اور تاریخ میں ہم کسی موقع پر دہ ترغیب و تحریض عورتوں کی تعلیم اور تربیت کے واسطے جو اسلام نے رکھی ہے ہرگز نہیں پاتے یا وہ مراعات در حقوق جو آج سے تھوڑا عرصہ پیشتر عیسائی عورتوں کو حاصل ہوئے ہیں جب سے تاریخ شروع ہوئی ہے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ عورتوں کو سدا خطا ہی رکھا جاتا ہے۔ اور مردوں کے گناہوں کا موجب ٹھیرایا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ گناہ اور بدی کو دنیا میں لانیوالی خیال کیجاتی ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیمات میں سے ایک یہ بھی تھی۔ کہ انہوں نے اتہام اور بہتان لگانے کا قرار واقعی انسداد فرمایا۔ اور عفیفہ عورتوں پر بہتان باندھنے والوں پر جسمانی سزائیں رکھیں آج عیسائی اقوام انکے نقش قدم پر چلکر اس خرابی کا انسداد کر سکتے ہیں +

اسی طرح رسول پاکؐ نے غلامی کی اصلاح کے واسطے اپنے پیروں کو غلام آزاد کر دینے کی زور سے نصیحت کی۔ اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے بیت المال میں ایک خاص فنڈ علیحدہ قائم کر دیا۔ ایک حدیث نبوی ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی مخلوق میں اس مقصد کو سب سے زیادہ عزیز رکھا ہے کہ غلاموں کو آزاد کر دیا جائے! اور سب سے زیادہ طلاق کو ناپسندیدہ کہا ہے

اللہ نے جو مذہبی آزادی کا اصول دنیا میں قائم کیا ہے اس کا صرف تعصب کی پٹی باندھ کر ہی انکار کر سکتے ہیں۔ جنگ ٹرکی و روس کے بعد ۱۸۵۶ء میں سلطان نے اپنی تمام رعایا کے لئے برملا آزادی ضمیر کا اعلان کر دیا جس کے ساتھ ہی ایک پروٹسٹنٹ انگلش گرجا قسطنطنیہ میں قائم ہو گیا اور اس موقع کو غنیمت جانکر چرچ مشنری سوسائٹی نے ایک خاص مشن اس ملک کیلئے

قائم کر دیا +

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم جن کو فوت ہوئے تیرہ سو برس گذر گئے ہیں۔ آج دنیا کا کثیر حصہ ان کا نام لیوا ہے۔ اُن کے اوّل ترین نومسلموں میں جنہوں نے ان کو نبی تسلیم کیا ہم عجیب بات دیکھتے ہیں۔ کہ وہ اُن کی بیوی۔ غلام شاگرد اور دوست تھے۔ جو ان کے حقیقی شیدائی اور جان نثار تھے۔ اور وہی لوگ تھے جو سب سے زیادہ انکی فطرتی کمزوریوں سے آگاہ ہو سکتے تھے۔ ان کا پیغام توحید الٰہی تھا۔ جو کوئی نئی بات نہ تھی۔ بلکہ ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں جہاں شرک و توہم پرستی کا بازار گرم تھا۔ کسی نہ کسی وقت توحید کا سبق لوگوں کو دیا گیا تھا۔ اور ہر جگہ یہی سماں دکھائی دیتا ہے۔ کہ نگاہیں چھوٹے چھوٹے معبودوں کے ماوراء ایک بڑی اجل ہستی کی طرف جو کل کائنات پر حکمران ہے دوڑتی ہیں اور جس کی طرف تمام عالم گردن جھکائے ہوئے ہے۔ گذشتہ زمانہ شمالی یورپ کا افسانہ میں اس معبود کو ہر چیز کا بنانیوالا۔ لازوال۔ قدیم۔ زندہ جبروت والا مخفی چیزوں کا پتہ رکھنے والا۔ اور لاتبدل ہستی پکارتے ہیں۔ وہ اسکو چاردیواری کے اندر محدود نہیں رکھنا چاہتے تھے بلکہ اسکی شان کے شایاں پرستش صرف کھلی ہوا میں جنگلوں میں اور ہولناک ویرانوں میں ہی کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔ پاسنیس کی بھی رائے ہے کہ قدیم ترین انسان خدائے واحد کی عبادت کرتے تھے۔ آرفیس کا مقولہ ہے۔ خدا ایک ہے۔ وہ صمد ہے سب چیزیں اُسی سے شروع ہوتی ہیں اور وہ دنیا کا حاکم ہے۔ فیثا غورث بھی اسی طرح ایک خدا کا قائل تھا۔ جو کہ سب کا خالق ہے علے ہٰذالقیاس دیگر مشہور فلسفیان یونان و روم اور مصر کا بھی یہی خیال تھا +

مذہب عیسائیت میں جیسا کہ اس کے بڑے بڑے عالم کہنے لگ پڑے ہیں انحطاط شروع ہو گیا ہے۔ اور وہ وقت بھی قریب ہے۔ جب مکالے کی کلیسیائے روم کے متعلق پیشگوئی آخرکار غلط ثابت ہوئی۔ آرچ بشپ آف کنٹربری کی رپورٹ بھی صریح الفاظ میں مانتی ہے۔ کہ چرچ آف انگلینڈ ایک بڑا ناکام ثابت ہوا ہے۔ اور کلیسیا کے دیگر اکابر اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ چاروں طرف مذہب کلیسیا کے زوال کی مایوس آوازیں

اُٹھ رہی ہیں۔ نہ بلحاظ اس کے پیروؤں کے جو اس سے منحرف ہو رہے ہیں۔ بلکہ اس کے اصولوں اور اعتقادات کی طاقت سے۔ اسلام کی ترقی کا باعث اعتقادات کے نقطۂ نگاہ سے اس کا اللہ تعالیٰ کی توحید یکتائی اور عظمت کا ٹھیک کھُلے کھُلے اور بین طور پر دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر قول اور فعل میں ہم اس طاقت کا اثر دیکھتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی صفت عدل کو ذہن نشین کرنے سے حاصل ہوتی ہے آنحضرت صلعم نے جس خدا کا نقشہ کھینچا ہے۔ وہ ایک لطیف امتزاج کے ساتھ عدل و انصاف کی صفات کو اپنے اندر جمع کر لیتا ہے۔ اوائل زندگی میں جہاں کہیں وہ گئے انھوں نے چاروں طرف بُت پرستی کو پایا۔ جس سے نہ صرف عیسائی بلکہ آپکے اپنے ہم قوم بھی خالی نہ تھے۔ آپ خود بھی قیاس کر لیں کہ اگر آج اسرائیلی نبی زندہ ہو یا مسیح کا حواری واپس آ جاوے اور ہمارے کسی بڑے گرجے میں چلا جائے۔ جبکہ ہماری اعلیٰ عبادت (High mass) ادا ہو رہی ہو تو وہ اسکے کیا خیالات ہونگے۔ کیا وہ دیوانہ وار ادھر اُدھر نہ دیکھتا ہو گا۔ کہ یہ کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ یہی خیال اس پیغمبر عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں موجزن ہوئے۔ جب سے خدا کی وحدانیت کا اور جو تعظیم اسکی ذات کی کی جانی چاہئے تھی اسکا نقشہ دل میں جما کر عیسائی گرجوں کو دیکھا ہو گا۔ اور کفار کے معبدوں پر نظر دوڑائی خدا تعالیٰ کی بجائے کئی خداؤں اور بتوں کی عبادت ہوتی تھی کعبہ میں ہی تین سو ساٹھ بُت تھے۔ کوئی آدمی کی شکل کا۔ کوئی عقاب شیر ہرن وغیرہ کا مجسمہ لیکن سب سے شاندار ہُبل سنگ لشب کا ہوا تھا جس کے ہاتھ میں ازلام تھی جو کہ اسکی خدائی کے نشان تھے۔ انہیں بتوں میں چھوٹے بچے مسیح کی تصویر بھی تھی جو مریم علیہ السلام کی گود میں سویا ہوا ہے۔ یہ تصویر شاید کسی عیسائی گرجا میں سے لی گئی ہو گی۔ اس وقت آنحضرت صلعم بت شکن بنتے ہیں۔ وہی پیغام آخری جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو دیا گیا۔ آج بھی وہی پیغام اسلامی ہے۔ اور اس کا وہی مفہوم ہے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں۔ نہ اسکو کسی نے جنا۔ نہ اس نے کسی کو جنا۔ اور اس جیسا اور کوئی نہیں۔ یہ بات اب بھی خواہ کسی کو بعید از عقل ہی معلوم ہو۔ مگر ہم پھر کہیں گے کہ اسلام ترقی کا مذہب ہے اور اس کے اصولوں میں دنیا سے اول سے تغیر بھی واقع نہیں ہوا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سلام کو مٹانے کے لئے نہیں آئے تھے۔ اور نہ یہ ان کا مشن تھا

بلکہ وہ اسکو ان آلائشوں سے جو اُس میں مل گئی تھیں پاک کرنے کے لئے اور جو قوموں کو بُت پرستی اور جہالت سے چھوڑانے کی غرض کے لئے مبعوث ہُوئے تھے۔ دُنیا میں ہمیشہ پیغمبر اور نبی آتے رہتے ہیں۔ ان کا ایک ہی پیغام رہا ہے۔ کہ لوگوں کی توجہ خدا کی طرف منعطف کرائی جاوے۔ یہی مشن تمام انبیا حضرت نوح۔ حضرت موسیٰ حضرت داؤد۔ حضرت عیسیٰ علیہم السلام کا تھا۔ اور یہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا چند دن ہُوئے۔ مجھے ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ قرآن تو ہم سب عیسائیوں کو کافر کہتا ہے۔ جس کی تردید کے لئے یہ جواب کافی ہوُا۔ کہ قرآن کبھی بھی ایسا نہیں کہتا اگر کوئی اسکو پڑھے تو وہ صاف دیکھ لیگا۔ کہ ان کو وہ اہل کتاب کہتا ہے۔ اور بُت پرستوں کو کُفّار۔ اور جو کوئی بُتوں کی پوجا شروع کردے اور خدائے واحد کو چھوڑ انکی تعظیم کرے پھر مسلمان ہو یا عیسائی وہ ایماندار نہیں کہلائیگا۔ کیونکہ اس نے وحی الٰہی سے انکار کیا اسلام کے پاس مداوا ہے۔ ایک گنہگار کے واسطے جو خواہ مرد یا عورت جو اپنے ربّ کی طرف عود کرنا چاہے۔ اور اس کے احکام کے ماتحت اپنی زندگی بسر کرنا چاہئے ایک متعصب نکتہ چین جس نے قرآن کو کبھی پڑھا نہ ہو۔ فوراً نفی میں جواب دے گا کہ یہ کتاب ان کو پکار پکار کر امید دلاتی ہے اور کہتی ہے کہ استغفار اور توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ پھر افعال میں بھی تبدیلی ہونی چاہئے۔ اور بُرائی کو صرف چھوڑ دینا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ اتنی ہی مستعدی اور سرگرمی نیکی کی طرف ہونی چاہئے۔ اسلام کبھی بھی یہ نہیں سکھاتا کہ اپنے گناہوں کی ذمہ واریوں کا بوجھ دوسرے پاکباز اور عفیف آدمی کے کندھوں پر ڈالا جا سکتا ہے۔ بلکہ وہ اسکو بعید از اخلاق تصور کرتا ہے +

اخیر میں خدا کی مشیت پر اپنے آپ کو چھوڑ دینے سے۔ توکّل کرنے سے حقیقی تسکین۔ امن اور چین اس دنیا کی کشاکش سے میسر ہوتا ہے جو کہ صرف اسلام پیش کرتا ہے۔ یہی اللہ تعالےٰ کا اور اسلام کا پیغام ہے +

سؤر اور شراب

اسلام کی رُو سے سؤر اور شراب اللہ تعالےٰ کے نزدیک نہایت ہی مکروہ اور خاص طور پر قابل نفرت ہیں (اور اسی وجہ سے حرام کردیئے گئے ہیں) قرآن مجید کے یہ حکم کسی خاص قربانی کی غرض سے نہیں دیئے گئے۔ بلکہ محض اصول صحت و تندرستی پر مبنی ہیں۔ اور اس وجہ سے اخلاقی اور رُوحانی وجوہات بھی ہمیں شامل ہیں کیونکہ یہ واضح اور یقین امر ہے۔ کہ کوئی تندرست قلب اور ضمیر کسی بیمار جسم میں نہیں رہ سکتا جسمانی اور اخلاقی تباہیوں کی تعداد بدقسمتی سے ہزاروں اور لاکھوں تک پہنچتی ہے اور ان تمام تباہیوں کا باعث وہ تمام بُرائیوں کی جڑ شراب نوشی ہے۔ اور سکے انسداد کی مستقل کوششیں جو کہ آجکل مغربی ممالک میں کی جارہی ہیں۔ وہ ان احکام کی خوبی اور قابل استعمال ہونے کو ظاہر کرتی ہیں جو کہ قرآن کریم نے اسکے قطعاً ترک کردینے کے متعلق دیئے ہیں۔ مگر موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک کامل تندرستی اور پرہیزگاری کی حالت کو حاصل کرنے میں ابھی کافی عرصہ لگیگا۔ مگر اس انقلاب کا مقصد چونکہ اصلی انسانی فطرت کو اپیل کرتا ہے اسلئے یہ کوشش ضرور کامیاب ہو کر رہیگی +

اِسی طرح سُؤر کے گوشت کا استعمال بہت سی مخفی تکالیف کا باعث ہے جن کی طرف انسان بالکل خیال نہیں کرتا۔ ڈاکٹری حلقہ میں یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ سؤر بہ نسبت دوسرے جانوروں کے بعض نہایت قبیح بیماریوں کا بہت آسانی سے شکار ہوجاتا ہے۔ اس سُؤر کی نسل کی نہایت قبیح اور گندی عادات ان کو ان بیماریوں کے کیڑوں کا جو کہ سُؤر خانوں میں بھرے ہوتے ہیں نہایت آسانی سے شکار بنادیتی ہیں۔ اور ان متعدد بیماریوں میں سے دو تین یہ ہیں۔ سب سے پہلے سوروں کا بخار ہوتا ہے جو کہ اکثر ۸۵ فیصدی سُؤروں کی موت کا باعث ہوتا ہے۔ اور ٹیوبر کلاسس (Tuberculosis) اور سُرخ باد کے مرض سے ہزاروں سؤر ہر سال مرتے ہیں جو سُؤروں کا سب سے

زیادہ جانی دشمن ایک کیڑا ہے جس کا نام (Taenia Solium) ہے۔ اور یہ اس کے گوشت کے ریشوں میں اکثر پایا جاتا ہے۔ اور اگر آدمی اسکو کھالے۔ تو اسے بھی ویسی ہی تکلیف پہنچتی ہے +

علاوہ بہت سے ڈاکٹروں کے جو کہ سُور کے گوشت کی خرابیوں کا وعظ لوگوں کو سناتے ہیں ایک ان میں سے ڈاکٹر ایلیسن بھی ہیں جو کہ بہت مشہور ڈاکٹر ہیں۔ مگر اسلام کا حکم کسی دنیاوی حاکم کا فضول حکم نہیں ہے۔ جو کہ معاشرت اور دوسرے حالات کو مدنظر رکھ کر جاری کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ ایک خدائی حکم ہے جو کہ سور کے گوشت اور شراب کو جو کہ حقیقت میں بیماری اور موت ہیں قطعاً ترک کر دینے کا حکم دیتا ہے۔ اور کیا ہی پُر حکمت اور اعلیٰ حاکم ہے +

مسلم سرداران سوڈان

بروز بدھ مورخہ ۳۰ جولائی سنہ ۱۹۱۹ء کو عالیجناب لارڈ ہیڈلے بالقابہ کی سوڈانی سرداروں سے جو کہ کچھ مدت سے لندن میں مقیم ہیں ایک نہایت دلچسپ ملاقات ہوئی۔ ملاقات کارلٹن ہوٹل واقع پال مال (Carlton Hotel, Pall Mall) میں ہوئی جہاں کہ کپتان ولیس (Capt: Willis) نے جو کہ ان سرداروں کا رہنما اور ترجمان تھا عالیجناب لارڈ ہیڈلے بالقابہ سے اُن کا تعارف کرایا

ان سرداروں کے نام اور عہدے مفصلہ ذیل ہیں:-

مذہبی لیڈر

(۱) سر سید علی مرغہانی۔ کے۔ سی۔ ایم۔ جی + کے۔ سی۔ وی۔ او +

(۲) شریف یوسف الکندی۔ سی۔ وی۔ او + ایم۔ بی۔ ای +

(۳) سید عبدالرحمٰن المہدی۔ سی۔ وی۔ او +

مذہبی عہدہ داران

(۱) شیخ الطیب ہاشم۔ سی۔ وی۔ او + ایم۔ بی۔ ای (۲) شیخ عبدالقاسم۔ ایم۔ وی۔ او +

(۳) شیخ اسمٰعیل الازہری۔ ایم۔ وی۔ او +

سرداران قبائل

(۱) شیخ علی الطوم۔ ایم۔ وی۔ او + ایم۔ بی۔ ای +

(۲) شیخ ابراہیم موسو۔ ایم۔ وی۔ او + ایم۔ بی۔ ای +

(۳) شیخ ابراہیم الحی محمد تیرہ ایم۔ وی۔ او۔

(۴) شیخ عبدالکریم علوبن ایم۔ وی۔ او +

عالیجناب لارڈ ہیڈلے بالقابہ کا مختصر سا ایڈریس ترجمان نے ترجمہ کر کے انکو سنایا جس کا جواب سر سید علی اور شیخ یوسف الکندی نے نہایت خوشی و خورمی و شکریہ کے ساتھ دیا۔

السلام علیکم "میں اپنے ان مسلمان بھائیوں کو جو کہ سوڈان کے دور دراز علاقے سے یہاں تشریف لائے ہیں خوش آمدید کہتا ہوں اور میری یہ خواہش ہے کہ میری زیادہ توجہ اور وقت انہی کی خدمت میں صرف ہو جہاں آپ بھی ہمارا مقدس مذہب جو کہ خدا سے وحی پاکر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو کھلایا پایا جاتا ہے وہاں اس کے ساتھ ہی محبت۔ یگانگت اور حسن سلوک اور تعظیم لامر اللہ پائی جاتی ہے" +

"میں تمام انگریز نو مسلموں کی طرف سے آپ کی خدمت میں سلام علیک عرض کرتا ہوں صرف انہی کی طرف سے نہیں بلکہ تمام ان ہم مذہبوں کی طرف سے جو کہ ہندوستان اور دیگر ممالک دنیا میں رہتے ہیں" +

"خدا کرے کہ وہ امن اور صلح جو کہ اب تمام قوموں کیلئے ممکن الحصول ہو گئی ہے۔ تمہاری قوموں پر بحیرہ قلزم سے بحر اوقیانوس (Atlantic Ocean) تک حکمران ہے اور خدا کرے کہ آپ بھی ہم مختلف قوموں کے مسلمانوں کو اسی محبت اور یگانگت کی نگاہ سے دیکھیں جس سے کہ ہم آپ کو دیکھتے ہیں اور دل سے چاہتے ہیں" +

اِس ایڈریس کے اختتام پر عالیجناب لارڈ ہیڈلے بالقابہ نے ایک کاپی انگریزی قرآن مجید کی سر سید علی کو تحفۃً پیش کی۔ جو کہ انہوں نے نہایت شکریے کے ساتھ قبول کی +

ہر ایک آدمی ملک سوڈان کی عظیم وسعت اور استطاعت کو نہیں سمجھ سکتا اس کی وسعت ٹمبکٹو (جنوبی افریقہ) سے لے کر بحیرہ قلزم اور بحر ہند تک پھیلی ہوئی ہے۔ اور یہ بات بڑی طمانیت بخش ہے کہ جو کچھ انہوں نے لنڈن میں دیکھا۔ اس سے وہ بہت خوش ہوئے۔ اور یہ کہ وہ اپنے انگریزی بھائیوں کے اس پرجوش اور محبت بھرے استقبال اور سلوک کی یادگار اپنے وطن اور گھروں کو لیجائیں گے +

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝	بھٹکے (پھررہے) ہو۔ تو (تم کو دین اسلام کا) سیدھا رستہ دکھا دیا۔ اور تم کو مفلس پایا۔ تو اس نے غنی کردیا۔ تو (ان نعمتوں کے شکریئے میں) یہ (کسی طرح) ظلم نہ کرنا اور نہ سائل کو جھڑکنا۔ اور (لوگوں سے) اپنے پروردگار کے احسانات کا تذکرہ کرتے رہنا (کہ یہ بھی شکرگذاری کا ایک طریقہ ہے) +

میرے قرآن میں اس سُورت ۔سورۃ الضحیٰ کے نام کے نیچے کچھ ایسے نقش ہیں جو کہ شاید آسانی سے بیل بوٹے یا خوبصورتی کے طور پر سمجھ لئے جائیں۔ وہ اصل میں لفظ مکیّہ ہے جس کے معنے ہیں کہ یہ مکّی سُورت ہے۔ دوسری سُورت ایسی بھی ہیں جو کہ اس لفظ مکیہ کے بجائے مدنیہ کا لفظ رکھتی ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ یہ سورت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ یہ لفظ ایک طالب علم قرآن کریم کے لئے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ پتہ دیتے ہیں۔ کہ کس زمانے اور موقع پر کوئی سُورت نازل ہوئی۔ ہجرت سے پہلے یا پیچھے۔ کیا تکالیف ومصیبت کے زمانے میں یا فتوحات اسلام کے دوران میں۔ یہ سُورت جو کہ میں نے ابھی پڑھی ہے ایک مکّی سُورت ہے۔ یعنی یہ ایسے وقت میں نازل ہُوئی۔ جبکہ وہ فتوحات عجیبہ جو کہ نبی کریمؐ کے آخری زمانے میں اسلام کو نصیب ہوئیں ہر ایک انسانی عقل میں ناممکنات میں سے تھیں۔ حدیث شریف بتلاتی ہے۔ کہ یہ سُورت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بڑے دُکھ کے زمانے کے بعد نازل ہوئی تھی کیونکہ اس زمانے میں وحیٔ الٰہی کا سلسلہ جو کہ آپؐ کے لئے ایک دم زندگی کی طرح ہوگیا تھا بند ہوگیا تھا۔ آپ کو خیال کرلینا چاہیئے۔ کہ نبی کریمؐ اس وقت اس شخص کی طرح تھے جس نے خدا کی محبت کے لئے اپنے تمام قدیم تعلقات دوستی کو قطع کردیا ہو۔ اور جو کہ ان لوگوں کی نظروں میں جو کہ پہلے اسکی تعظیم اور عزت کرتے تھے۔ اب ایک پاگل آدمی سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا ہو۔ آپ کی عمر قریباً پچاس برس کی تھی۔ اور جوانی کا زمانہ گذر چکا تھا۔ گویا کہ دوسرے لفظوں میں زندگی کا بہترین اور کارآمد حصہ گذر چکا تھا۔ آپ کے مسکین اور غریب

پیروؤں پر طرح طرح کے ظلم توڑے جاتے تھے۔ اور ایذائیں دے دے کر قتل کیا جاتا تھا آپ کی اپنی زندگی بھی بڑے خطرے میں تھی۔ اُن کا ایک رہا سہا سہارا جو تھا وہ وحی آسمانی تھا۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچتی تھی۔ اور بار بار دل کو یقین دلاتی تھی کہ آپ ہی خدا کے برگزیدہ رسول ہیں۔ مگر وہ بھی کچھ دیر کے لئے رک گئی۔ بُت پرست اور مشرک لوگ آپ پر طعن و تشنیع کرتے تھے۔ کہ اللہ نے محمد کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور اس سے ناراض ہو گیا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ آپ کے دل میں بھی یہ خیال کھٹکتا ہو۔ کہ شاید مجھ سے غفلت سے کوئی قصور کر بیٹھا ہوں جس کی وجہ سے خدا کی نعمت بند کر دی گئی ہے۔ حدیث شریف بتلاتی ہے کہ آپ بڑے پژمردہ رہتے تھے۔ اور بڑے آرزومند تھے کہ خدائی آواز پھر پکارے یقیناً وہ مذہب اسلام کے لئے شروع کی ساعتیں تھیں۔ اور یقیناً رات جبکہ وہ چاروں طرف اندھیرا پھیلا دیتی ہے اس وقت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد چھائی ہوئی تھی۔ اس وقت اس سورہ شریف کا آپ پر نزول ہوا +

والضحیٰ ٥ واللیل اذا سجیٰ ٥ ما ودعک ربک وما قلیٰ ٥ وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ ٥ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ ٥

ترجمہ (اے پیغمبر ہم کو) چاشت کی قسم ہے اور رات کی جب وہ ڈھانک لے۔ کہ تمہارا پروردگار نہ تو تم سے دست بردار ہوا ہے اور نہ ناخوش ہوا ہے البتہ آخرت تمہارے لئے اس دُنیا سے کہیں بہتر ہے۔ اور تمہارا رب آگے چلکر تم کو اتنا دیگا کہ تم خوش ہو جاؤ گے"

کیا وہ وعدہ بڑے دھڑلے سے پورا نہیں ہوا۔ اور کیا آپ کی زندگی کا آخری حصہ اس پہلے حصے سے کہیں بہتر نہیں تھا۔ جس کو کہ آپ ایک مسرت خیز زمانہ سمجھنے لگے تھے؟ اور کیا خداوند تعالیٰ نے آپ پر عطا نہیں کی؟ اور کیا آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا علم نہیں ہوا؟ مگر یہ خیال پہلے کس کو آیا ہوگا۔ خصوصاً اس وقت ایسے آدمی کو دیکھ کر جو کہ ادھیڑ ہو چکا ہے۔ اور جس کی پرانی عزت اور عظمت ایک ایسی وجہ سے خاک میں مل چکی ہے جس پر کہ اکثر آدمی ہنستے ہیں۔ اور جس کو کہ اکثر پاگل۔ اور دوسرے دغاباز اور مکار خیال کرتے تھے۔ اور جس کے پاس ایک چھوٹی سی پیرؤں کی جماعت کے علاوہ اور

کوئی دل بہلاوہ نہیں ہے۔ کیا مشرکین اور بُت پرست لوگ ہر طرح حق پر نہ تھے۔ جبکہ وہ اپنے ایک پرانے معزز آدمی کی نسبت یہ کہتے تھے۔ کہ اللہ نے محمد (رسول اللہ صلعم) کا ساتھ چھوڑ دیا ہے اور اس سے ناراض ہو گیا ہے۔" اور کیا اس سُورت کے شروع کی آیتیں جو کہ ایسے حالات کے ماتحت اور ایسے وقت میں اور ایسے شخص کے منہ سے نکلی ہیں سراسر لغو بیہودہ اور ایک خواب نہ معلوم ہوتیں۔ اگر ہم اس وقت وہاں موجود ہوتے۔ مگر پھر بھی وہ بڑے دھڑلے سے پوری ہوئیں۔ اور تمام ان لوگوں نے جنہوں نے اس پر طعن و تشنیع کی تھی۔ اس کے حیرت انگیز طور پر پورے ہونے کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ میں تمہیں کوئی افسانہ نہیں سنا رہا بلکہ تاریخی واقعات بتلا رہا ہوں۔ ان مفصلہ ذیل آیات میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کی گذشتہ زندگی کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر کیا کیا فضل و کرم کئے +

الم یجدك یتیماً فاویٰ ۝ ووجدك ضآلاً فهدیٰ ۝ ووجدك عآئلاً فاغنیٰ ۝ ترجمہ۔ کیا تم کو اس نے یتیم نہیں پایا پھر جگہ دی۔ اور تم کو دیکھا گمراہ حق کی تلاش میں بھٹکتے پھرتے ہو۔ سو تم کو سیدھا رستہ بتایا۔ اور تم کو مفلس پایا تو اس نے غنی کر دیا" +

تمام یہ واقعات آپ کی دعاؤں اور آرزوؤں کے مطابق واقع ہوئے۔ اور اس طرح ہوئے کہ جن کی اُمید بھی نہ کی جاتی تھی۔ آپ کی پہلی زندگی میں تاریک ساعتیں بھی تھیں اگرچہ وہ ایسی تاریک تھیں جیسی کہ یہ ساعت تھی۔ اور آپ کو اسباب کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی گذشتہ مہربانیوں کو یاد کر کے۔ اس کی آئندہ مہربانیوں کی اُمید رکھو سو اس رات کی تاریکی۔ اور پہلی ساعتوں کی غمناک تنہائی۔ اور اس کی دعاؤں اور آرزوؤں کے مطابق اور موازن ہی شدہ دلوں کی نعمتیں اور برکتیں ملنی چاہئیں +

فاما الیتیم فلا تقهر ۝	تو (ان نعمتوں کے شکریہ میں) یتیم پر ظلم نہ کرنا اور نہ سائل کو جھڑکنا +
واما السائل فلا تنهر ۝ واما بنعمة ربك فحدث ۝	اور (لوگوں سے) اپنے پروردگار کے احسانات کا تذکرہ کرتے رہنا +

یعنی دوسرے لفظوں میں تو دوسروں کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کر جیسا کہ تُو امید کرتا تھا۔ کہ دوسرے تیرے ساتھ کریں (یعنی تمام انسانی فرائض بجا لا) +

اور تعریف کر صرف اللہ کی۔ جہاں تعریف کی ضرورت ہو۔ اور واقعات و حالات کے نتائج اور انجام کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ۔ کیونکہ اسی کے ہاتھ میں ان سب کی باگ ہے

"قسم ہے چاشت کے وقت کی اور رات کی جب وہ سب چیزوں کو ڈھانک لیتی ہے کہ تمہارا پروردگار نہ تو تم سے دست بردار ہوا اور نہ ناخوش ہوا۔ اور البتہ آخرت تمہارے لئے اِس دُنیا سے بہتر ہے۔ اور تمہارا پروردگار آگے چلکر تم کو اتنا کچھ دیگا کہ تم خوش ہو جاؤ گے" +

برادران۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی زندگی۔ اور خاص طور پر آپ کے مبارک اور ربانی مشن کی تاریخ مومنوں کے سامنے ایک مثال کے طور پر ہمیشہ پیش کیجاتی رہی ہے۔ اور یہ ایک حد تک ان چیزوں کا نمونہ ہے۔ جو کہ اسلام میں تاریخی ہاں ہمارے مذہب کی تاریخ میں کئی تاریک ساعتیں آئی ہیں۔ اگرچہ ان میں سے کوئی ایسی تاریک نہ تھی جیسی کہ آجکل ہے۔ مگر تمہیں چاہیئے کہ تم اللہ تعالےٰ کی ان گذشتہ موقعوں کی مہربانیوں اور انعاموں کو یاد رکھو جو کہ اس نے ہم پر کیئے۔ اور کس طرح اسلام کے دشمن آکر اسکے حامی اور مددگار بنگئے۔ اور کس طرح ایسی جگہوں سے مدد پہنچتی رہی جہاں سے قیاس و گمان بھی نہ تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کی گذشتہ مہربانیوں کے ہوتے ہوئے۔ "اور قسم شروع کی ساعتوں کی اور رات کی جب وہ تاریکی پھیلا دیتی ہے" +

ایک ایسے مظاہرے کے ہوتے ہوئے جو کہ صاف اور چمکتے ہوئے دن سے پہلے ضرور آتا ہے ہم یقیناً بڑے ہی ناشکر گذار اور منکر ہونگے۔ اگر ہم اب بھی واویلا کریں +

انجاموں کو جانچنا اور پہلے معلوم کر لینا ہمارا کام نہیں ہے۔ کیا نیکی ہمیشہ بدی میں سے اور بدی نیکی میں سے نہیں نکلتی رہتی۔ جیسا کہ دن رات میں سے اور رات دن میں سے نکلتی ہے۔ یا مشکل سے اسی طرح جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے مُردوں کو زندوں سے

اور زندوں کو مُردوں میں نکالتا ہے۔ کیا ہم ان باتوں کو سمجھتے ہیں؟ اور ہم کس طرح انہیں آزما سکتے ہیں؟ مگر اتنا ہم جانتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کا بڑا ہی مہربان آقا ہے۔ اور یہ کہ اُس نے انسانوں کو اپنے رسول محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ایک حقیقی ہدایت کا رستہ بتایا ہے۔ اور یہ وعدہ کیا ہے کہ اگر ہم اس ہدایت پر کاربند ہوئے تو یقیناً کامیابی کو حاصل کرلیں گے۔ خدا تعالیٰ کی ان مہربانیوں کو دیکھتے ہوئے جو کہ اُس نے ہم پر گذشتہ ایام میں کیں ہمیں اپنے موجودہ فرائض کو بغیر کسی قیل و قال کے ادا کرنا چاہیئے اور باقی تمام معاملات کو نہایت وثوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ اگر مسلمان اپنے فرائض کو گذشتہ ایام میں ادا کرتے تو ہم کو آجکل یہ مصیبتیں نہ جھیلنی پڑتیں۔ ہاں ہر ایک کو تم میں سے جو کہ ذرا بھی سکھانے کا مادہ رکھتا ہے۔ اسکو ایسے مسلمانوں کو ڈھونڈنا چاہیئے جو کہ بیخبر اور جاہل ہیں۔ اور ان کو اسکی تعلیم اور تلقین کرنی چاہیئے۔ ہاں ہم میں سے جس کسی کے پاس دولت و روپیہ ہے یا وہ کسی قسم کا اثر و اقتدار رکھتا ہو اسکو چاہیئے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے مہذب بنانے اور انکی حالت کو سدھارنے میں صرف کرے۔ اور ہم میں جو کوئی کسی دوسرے مسلمان بھائی سے کوئی بُغض یا عناد دل میں رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ اس بُغض اور عناد کو دُور نیچے زمین میں دفن کردے۔ یقیناً ایک مسلم کی وہ صفات اور خوبیاں جن کو تم پسند کرتے ہو بہت بڑھ چڑھ کر اور زیادہ ہیں بہ نسبت ان عیوب کے جن سے کہ تم شاکی ہو۔ اور وہ باتیں جن میں تم اس سے متفق ہو بہت ہیں بہ نسبت ان باتوں کے جن میں تم اس سے اختلاف رائے کرتے ہو۔ اور خُوب یاد رکھو کہ دُنیا ہمارے مذہب اور ایمان کا اندازہ ہمارے سلوک اور چال چلن سے کرتی ہے +

اسلام بہ نسبت اپنی فوجی طاقت کے جو کہ اسے حاصل ہوئی تھی کہیں بڑھ کر ہے نبی کریمؐ کا منشا لڑائیاں کرنے کا نہ تھا۔ بلکہ اسلام کی ارد گرد کی دنیا نے آپ کو لڑائی کرنے پر مجبور کر دیا۔ کیونکہ وہ لوگ سخت اُجڈ تھے۔ اور آپؐ کے سلامتی کے پیغام کو کسی طرح نہ سُنتے تھے۔ اور اُنھوں نے ہر طرح آپؐ کو قتل کرنے اور آپؐ کے مشن کو برباد کرنے کی کوشش کی۔ مگر آج کل سمجھدار دُنیا بہت حد تک متحمل مزاج ہو گئی ہے اور میں

یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ دُنیا آج کے دن اس پیغام کو سُننے کے لئے زیادہ تیار ہے جو کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم انسانوں کیلئے لائے تھے۔ مگر ہم جمعیت مسلمانان ہم جو کہ آج کے دن دُنیا میں نبی کریم صلعم کے مشن کے نمائندے ہیں۔ ہم کس طرح کار آمد شاہد بن سکتے ہیں۔ جبکہ ہم آپس میں جھگڑ رہے ہیں اور جبکہ ہمارے کئی لاکھ بھائی بندہم وحشیانہ حالت میں پڑے ہیں ہم انکی جہالت کو دُور کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کر سکتے ہیں اور خاص کر ہم میں سے وہ جو کہ سفر کر سکتے ہیں یا جو کہ پڑھ اور لکھ یا عُمدگی سے بول سکتے ہیں ہاں! یہاں اس عظیم الشان قلمرو کے دار الخلافے اور مرکز میں کا ایک لفظ بولا ہؤا ابھی دُنیا کے کونے کونے میں پہنچ سکتا ہے +

اگر ہم میں سے ہر ایک چاہے وہ مرد ہو یا عورت اپنے فرض کو خوشی سے اپنے اپنے موقعوں پر ادا کرتا رہے۔ اور اگر ہم اس طرح پیش آئیں جیسا کہ ہمیں بطور ممتاز مسلمانوں کو نرم دلی اور کھلے طور پر اپنے ہر ایک مُلاقی سے پیش آنا چاہئے۔ اور اگر ہم سچ کو نہ چھپائیں۔ بلکہ اپنے پروردگار کی نعمتوں پر شاہد ہوں۔ تو گویا ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ باقی سب خدا کے ہاتھ میں ہے +

"قسم ہے چاشت کے وقت کی۔ اور رات کی جب وہ سب چیزوں کو ڈھانک لیتی ہے کہ تمہارا پروردگار نہ تو تم سے دست بردار ہؤا اور نہ ناخوش ہؤا۔ اور البتہ آیندہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے۔ اور تمہارا پروردگار آگے چلکر تم کو اتنا کچھ دیگا۔ کہ تم خوش ہو جاؤ گے +

نمبر (۳)

شکست کے بعد فتح

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۞ الٓمّٓ ۞ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۙ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ۞ لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ ۭ وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ

بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا
يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ
ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ښ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ اَوَلَمْ
يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ
اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ
لَكٰفِرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ
وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ
كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْۗآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ
اَسَاۗءُوا السُّوْۗآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

ترجمہ:- انا اللہ اعلم (میں اللہ جاننے والا ہوں) قریب کے ملک میں رومی (جو کہ عیسائی ہیں) مغلوب ہو گئے ہیں۔ مگر یہ لوگ اپنے مغلوب ہونے کے پیچھے عنقریب چند سال میں (پھر اہل فارس پر) غالب آجائیں گے (اس سے) پہلے بھی اختیار (فتح و شکست کا) اللہ ہی کو تھا۔ اور اس کے بعد بھی (اسی کو اختیار ہے) اور اس دن مسلمان اللہ کی مدد سے خوش ہو جائیں گے۔ وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ زبردست اور رحم والا ہے یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدے کے برخلاف نہیں کرتا۔ لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے (یہ لوگ) زندگی دنیا کے ظاہر حال کو سمجھتے ہیں اور آخرت سے تو یہ لوگ بالکل ہی بےخبر ہیں۔ کیا ان لوگوں نے اپنے دل میں غور نہیں کیا۔ کہ اللہ نے آسمان اور زمین کو اور ان چیزوں کو جو ان دونوں کے درمیان میں ہیں کسی مصلحت ہی سے اور (ایک) وقت مقرر کے لئے پیدا کیا ہے بہتیرے آدمی اپنے پروردگار سے (قیامت کے دن) ملنے کو مانتے ہی نہیں۔ کیا یہ لوگ ملک میں چلتے پھرتے نہیں۔ تو دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا کیسا (برا) انجام ہوا۔ وہ لوگ ان سے قوت میں بھی کہیں بڑھ کر تھے اور انہوں نے زمینیں بھی جوتیں اور زمین کو جس قدر ان لوگوں نے آباد کیا ہے۔ اس سے بہت زیادہ ان لوگوں نے آباد کیا تھا۔ اور ان کے پاس بھی ان کے رسول معجزے لے کر آتے تھے پس

خدا ایسے انصاف نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرے۔ مگر وہ لوگ آپ ہی اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں پھر جن لوگوں نے بُرا کیا۔ ان کا انجام بھی بُرا ہی ہوا۔ کیونکہ انہوں نے خدا کی آیتوں کو جھٹلایا اور اُن کی ہنسی اڑایا کئے"۔

"قریب کے مُلک میں (یعنی فارس میں) رُومی (جو کہ عیسائی ہیں اہل فارس سے جو آتش پرست ہیں) مغلوب ہو گئے ہیں"۔ یہ ایک ایسا اعلان تھا۔ جو کہ ہر کوئی مکہ معظمہ میں کر سکتا تھا۔ خاص کر اس وقت جبکہ یہ آیات نازل ہوئیں ایرانیوں نے مشرقی رُومی طاقت کو نہ صرف مغلوب بلکہ قسطنطنیہ کے دروازے تک فتح کر لیا تھا۔ انہوں نے شام ایشیائے کوچک اور مصر پر قبضہ کر لیا تھا۔ مکہ کے بُت پرست اس پر بھی خوشیاں مناتے تھے کیونکہ ایرانی سورج یا آتش پرست تھے اور دوسری طرف رُومی عیسائی تھے۔ اور وہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے انجیل کو لیا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ اور جزا سزا کے دن کا علم رکھتے تھے مشرکین ایرانیوں کی فتح کو اپنی فتح تصور کرتے تھے جو کہ ان کو نبی کریم صلعم اور ایک مسلمانوں کی چھوٹی جماعت پر حاصل ہوئی۔ کیونکہ مسلمان کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کو فتح دیتا ہے جو کہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور بُت پرستوں اور بدمعاشوں کو زیروزبر کر ڈالتا ہے۔ مگر ہر ایک جانتا تھا کہ رُومیوں کو شکست ہوئی ہے۔ اور ہر ایک کا خیال تھا۔ کہ وہ ایسی بڑی اور فیصلہ کن شکست کے بعد پھر مشرق میں نہ سنبھلیں گے مگر قرآن شریف آگے فرماتا ہے۔ وھم من بعد غلبھم سیغلبون ۰ فی بضع سنین للّٰہ الامر من قبل و من بعد و یومئذ یفرح المومنون ترجمہ "اپنے مغلوب ہونے پیچھے عنقریب چند سال ہی پھر غالب آجائیں گے۔ اور اللہ کو ہی اختیار حاصل ہو اس سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی اس دن مسلمان (اللہ کی مدد سے) خوش ہو جائیں گے"۔ یہ ایک ایسا بیان تھا جس نے اہل مکہ کو حیرانی میں ڈالدیا مسلمان جو کہ نہایت صاف دلی سے قرآن شریف کے ہر ایک لفظ پر جو کہ نبی کریم صلعم پر اترا یقین رکھتے تھے ایک دفعہ وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ ایک عام جلسے کے موقع پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مشرکین مکہ کو یہاں تک کہا کہ رومی تین سال کے اندر اپنے دشمنوں کو پائمال کر دینگے۔ اور مشرکین میں سے ایک نے جو کہ دوسروں کی طرح اسباب پر بالکل یقین نہ رکھتا تھا اپنے دس اونٹ نہ طاہن پیش کیئے کہ ایسا کبھی نہ ہوگا۔

کتنے عیسائی سپاہی ہیں جو میدانِ جنگ میں ایک اسلامی مجاہد کا سا جوش لیکر جاتے ہیں۔ اپنے طرزِ عمل کو مبنی بہ انصاف سمجھتے ہیں۔ اور لڑائی کی تمام معقول حدود و بندیوں پر کاربند ہوکر اپنا مذہب خیال کرتے ہیں۔ اگرچہ اُن کا حقیقی اپنا مذہب اِن باتوں سے محض بیگانہ ہے۔ تہذیبِ ام بسندلال مسیحیت کی تعلیم کا نتیجہ نہیں۔ یہ نیا جنگی مذہب یا انسانی کا پاس جو کچھ بھی اسکو نہیں عیسائی تعلیم کا منت کش نہیں خواہ ہم عیسائیت سے مُراد وہ تعلیم لیں جو حضرت مسیح خدا سے لائے تھے یا اسے حال کی عیسائیت سمجھیں جو کہ کلیسیا ہمارے سامنے پیش کرتا ہے تو پھر یہ جنگ میں نیا دور کہاں سے شروع ہوا؟ محض جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا یعنی قانونِ قصاص پر ہے جو کہ انسانی زیست کا ایک بنیادی اصول ہو اور جسے عیسائیت نے بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ دیکھو قرآن کریم کہتا ہے۔ ان لوگوں کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ کرو جو کہ تمہارے خلاف آمادہ پیکار ہوگئے ہیں۔ مگر تم پہلے اُن پر حملہ ہرگز نہ کرو۔ کیونکہ خدا ظالموں سے متنفر ہے +

اور اسی طرح اور جگہ کہتا ہے :-

"اے ایمان والو! مقتولوں کے بارہ میں تمہارے لئے قصاص فرض کیا گیا ہے اور اس قصاص میں تمہارے لئے زندگی اور حیات ہے" پھر آگے چلکر لکھا ہے۔ "کہ اگر خدا بعض آدمیوں کے ذریعے بعض کو شکست نہ دلا دیتا تو دنیا ایک دارالشر ہو جاتی مگر خدا اپنی مخلوق پر بڑا مہربان ہے" +

جاؤ ایسے زریں اصولوں کی تلاش میں انجیل کے تمام ورقوں کو اُلٹ دو اور دیکھو کہ مایوسی کے سوا تمہارے ہاتھ میں اور بھی کچھ آتا ہے؟ اور پھر ان لوگوں کی زندگیوں اور عملوں کو دیکھو جو اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں۔ اور کروڑوں کی تعداد میں انہیں زریں اصولوں پر کاربند ہو رہے ہیں اور اُنکی حقانیت اور صداقت پر پورا ایمان رکھتے ہیں پھر ان گونگے دماغوں کو ٹٹولو جن کا مذہب کچھ ہو اور عمل کچھ کہ کہیں عقل اور فہم بھی وہاں نظر آتے ہیں۔ انکے لئے یہ ایک نہایت عمدہ مشورہ ہو کہ وہ علی الاعلان کہدیں کہ ان کے لئے مذہب عیسوی پر چلنا ایک امر محال ہو اور انکے لئے یہ بہتر ہے کہ وہ عقیدہ اور عمل از میں اپنے آپ کو

مُسلم کہلائیں یہی وجہ ہے کہ عزت انسانی کا پاس جسے میدان جنگ میں سپاہی ملحوظ رکھتے ہیں اُنکے مُلکوں کی سلطنتیں اس سے محض نا آشنا ہوتی ہیں۔ وہ سلطنتیں جو جنگ برپا کرتی ہیں ضمیر اور مذہب کی حدُود وبندیوں کی پرواہ نہیں کرتیں +

آجکل کثیف اور لطیف حکمت عملی میں کوئی نمایاں مابہ الامتیاز نہیں ہے۔ اور اسی وجہ سے بسا اوقات بڑے بڑے شجاع انسان کسی پاکیزہ جذبہ کی تحریک سے ان اسباب اور وجوہات کی بناء پر جانیں قربان کر دیتے ہیں جو کہ اُن کی مقصد زیست کے شان شایان نہیں حالانکہ اگر وہی قوم جو جنگ کو اپنی خود غرضی پر محمول رکھ کر بانئے فساد ہوتی ہے مسلمان ہو جائے تو اسکی تمام حکمت عملیاں اور سیاسیات قوانین مذہب کی آہنیں زنجیروں میں جکڑے جائیں تو پھر سلطنت کے ہر ایک فرد پر یہ روشن ہو جائیگا۔ کہ افراد کی طرح اقوام بھی چند حقوق رکھتی ہیں اگرچہ باہمی ارتباط کا طریق قوموں میں افراد سے مختلف ہے بین الاقوامی مجبُوریاں ایک تقدس سے رنگ میں رنگی جائیں گی حقیقت یہ ہے کہ اگر اسلام کا پرتو تمام عیسائی اقوام پر پڑ جائے اور مغویانہ وتحکمانہ قومیت کا جس کو ہم کبھی بعید سے بعید رشتہ سے بھی مسیح کی تعلیم کا نتیجہ نہیں کہہ سکتے قلع وقمع ہو جائے۔ اور جنگ اور لڑائی دُنیا سے رخت سفر باندھ کر کوچ کر جائے تو تم کہو گے کہ

ع۔ ایں خیال است ومحال است وجنون

اور اسے ایک لایعنی خواب قرار دو گے۔ مگر میں نہیں خیال کرتا کہ اسے لایعنی کہا جا سکتا ہے کیونکہ یہ خواب پُورا ہو کر رہیگی۔ اور دُنیا میں پہلے کئی دفعہ پوری ہو کر رہی۔ اگرچہ ہم آنِ واحد میں یورپ کا مسلمان ہو جانا خلاف اُمید سمجھتے ہیں۔ مگر یہ یقینی امر ہے کہ یورپ بہت سی مفید چیزیں اسلام سے سیکھ سکتا ہے اسلام یورپ کے لا علاج زخموں کی مرہم ہے۔ اور اسکے انقلابات کو درندگی۔ وحشت۔ جُرم اور حمق کے نتائج بد سے بچا سکتا ہے +

اسلام کا تمام قانون مسودہ ایک قوم کے دائرہ عمل میں آچکا ہے۔ اور اگر اس قوم کے پاس مذہبی ہدایت نہ ہوتی تو وہ صرف شور وشغب بدنظمی اور بے قاعدگی کی تصویر ہوتی۔ جس کو نصف اقوام عالم نے اپنی شرکت سے تیار کیا تھا۔ مگر اسلامی اصولوں پر کاربند ہو کر اس قوم نے ایسی بے نظیر کامیابیاں حاصل کیں جس کی نظیر تاریخ سے نہیں ملتی +

یہ ترقی آنحضرت صلعم اور پہلے چار خلفاء کے عہد میں ظہور پذیر ہوئی۔ اسکے بعد جسم مسلم میں تفریق پیدا ہوگئی۔ مگر یہ تفریق اپنے حقیقی معنوں میں کوئی مذہبی تفریق تھی کیونکہ مسلمانوں نے نہ تو عقائد اور نہ عملیات۔ مذہب میں دخل اندازی کی بلکہ یہ ایک وراثت کا جھگڑا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نفس پرست انسانوں نے غلبہ اور اقتدار حاصل کرلیا۔ مگر اس کے بعد بھی ایک مدت تک اسلام کی تعلیم پر کما حقۂ عمل ہوتا رہا۔ اور امن اور جنگ کے زمانوں میں برابر مسلمانوں کو بینظیر کامیابیاں حاصل ہوتی رہیں اگر تعلیم قرآن پر ہمیشہ تک عمل ہوتا رہتا تو حدود اسلامیہ سے جنگ کا ہولناک دیو مدت سے کوچ کر جاتا مگر اس زمانہ کی قومیں ایسی دوربین اور مہذب نہ تھیں کہ وہ دنیا کی آج کی کیفیت کو اس وقت دیکھ سکتیں جیسا کہ بلاشبہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سو برس پہلے مشاہدہ کرلیا تھا مسلمان اسلئے جنگ کرتے تھے۔ کہ وہ دنیا کو جنگ سے پاک کرنا چاہتے تھے۔ اور یہی غرض آج کل کے عیسائی مدبرین بھی اپنی جنگ کی بتاتے ہیں مگر مسلمانوں اور عیسائی مدبروں کے عملوں میں یہ فرق ہے کہ مسلمان جنگ کا خاتمہ کرنے کیلئے چند ایک عمدہ قوانین پر عمل پیرا ہو کر آمادہ پیکار ہوتے تھے۔ اور حکیمانہ قومیت کو سخت زبون خیال کرتے تھے وہ جنگ کے وحشیانہ اور خونخوارانہ نتائج کو نہایت سخت قوانین سے روک دیتے تھے۔ مگر عیسائی مدبرین کو اس حکیمانہ قومیت سے اصولاً انس اور محبت ہے یہ لوگ اور بہت سی چیزوں کے ساتھ اس ضرررسان اصول کی بھی نشوونما کررہے ہیں سچ ہے کہ جنگ کا عمدہ اور معقول مقصد صرف جنگ کا ختم کردینا ہے اور یہ مقصد صرف اسلامی اصولوں پر ہی کاربند ہو کر حاصل ہوسکتا ہے +

"ان کے ذرائع معاش کو مت ہلاک کرو" یہ تھا نبی کریم صلعم کا اپنے دشمنوں کے خلاف اصول اسکے دشمن سے مراد اُن کے مذہب کا دشمن ہے۔ کیونکہ علاوہ ازیں ان کا کوئی فرد بشر دشمن نہ تھا الغرض زمانہ سابقہ کے مسلمان جیسا کہ میں اوپر بیان کرچکا ہوں سوائے صحابہ کرام کے حالات کو عاقبت بینی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اور خود صحابہ کرام بھی ان واقعات کو ایسا بالصراحت نہیں دیکھ سکتے تھے۔ جیسے کہ آجکل ہم دیکھ رہے ہیں۔ کیونکہ فلسفہ

تمدن Sociology اور فلسفۂ اقتصاد Political Economy اس زمانہ میں اس رنگ میں موجود نہ تھے۔ جیسے کہ آجکل ہیں۔ ہاں آنحضرت اعجازی طور پر ان کے ابدی مفہوم سے آگاہ تھے۔ صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین احکام الٰہی اور اقوال نبی کی ایسی قدر کرتے تھے۔ اور ان پر اس طرح عمل پیرا ہوتے تھے۔ عقل دنگ رہجاتی ہے۔ زمانہ حال کے مسلمان ان عالمگیر قوانین اسلام کو جن کے متعلق میرا ایمان ہے کہ وہ خدا کی طرف سے عیسائیت کی تکمیل ہیں دائرہ عمل میں لانے سے محض عاجز ہیں۔ یہ ایک نہایت خوش کن منظر ہوگا۔ اگر عیسائی اپنے طور پر اسلامی اصولوں پر عمل کرنے لگ جائیں۔ جیسے کہ وہ اسلامی قوانین جنگ پر عمل کر رہے ہیں۔ اور اسبات سے بیخبر ہیں کہ یہ قوانین کہاں سے مشتق ہوتے ہیں۔ بہت سی علامتوں اور نشانوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ منظر دنیا کے سامنے پیش ہو کر رہیگا۔ مجھے یورپ کے قانون عامہ میں اسلامی جھلک نظر آتی ہے جس سے کہ عیسائیت محض عاری ہے۔ جب اسکے ساتھ تہذیب قلب پیدا کرنے کے لئے قوت ایمانیہ بھی پیدا ہوگئی تو تاریخ تمدن میں ایک نیا دور شروع ہو جائے گا +

اب تک جو کچھ میں نے کہا ہے اور آج میں صرف اتنا ہی کہونگا وہ بطور تمہید کے ہے۔ میں انشاء اللہ آیندہ اصل مضمون پر جو کہ اسلامی تعلیم اور جنگ یورپ ہے آپ کو چند لکچروں کے سلسلہ میں مخاطب کرونگا +

---

(۲)

باب دوم

جنگ یورپ کا مذہب

عیسائیت۔ مذہبی طور پر لڑائی اور جنگ کو تسلیم نہیں کرتی۔ مذہب کے معنے ہیں وہ چیز جو کہ اس کے ماننے والے پر فرض ہو۔ نہ مسیح ناصری نے اپنی تعلیم میں اور نہ کلیسیا نے ان

قوانین ہیں جن کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اس تعلیم کا ضمیمہ ہیں۔ اور اسکو پورا کرنیوالے ہیں کہیں بھی جنگ کی طرف کوئی خاص توجہ کی ہے۔ یا ایسی باتوں کا بیان کیا ہے جو کہ اس معاملے میں عیسائیوں پر بلا شک وشبہ ٹھیک ٹھیک عائد ہوتی ہوں۔ پھر بھی جنگ تمام آدمیوں کے لئے ایک مذہبی معاملہ ہے۔ کیونکہ یہ ایک موت وزندگی کا معاملہ ہے۔ ہم اسکو بالفرض تسلیم کر لیتے ہیں۔ کہ ان لوگوں کے دماغوں میں جو کہ آج کے دن اس جنگ عیسائیت کے بانی اور منتظم ہیں۔ کوئی مذہبی خیال نام کو بھی نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ان کا ایک دستور العمل ہے اور کم سے کم یہ تمام کھیلوں اور تماشوں سے سب سے زیادہ مرغوب اور اکسانے والی ہے مگر لوگوں کو راضی اور خوش رکھنے کیلئے اسبات پر مجبور ہیں کہ کسی نہ کسی خوبی اور نیکی کو اپنی طرف منسوب کریں جو کہ ان میں نہیں ہے اور اسبات کا بہانہ کریں کہ ان کے اغراض ومقاصد نہایت اعلےٰ اور خود غرضی سے بالکل مبرا ہیں اور اسبات کی قسم کھائیں کہ وہ صرف نیکی اور انصاف کیلحاظ سے کام کرتے ہیں۔ اور ان کے مد نظر صرف نفع رسانی خلائق ہے اور کچھ نہیں۔ قصہ کوتاہ انہیں جنگ کو کسی نہ کسی مذہبی رنگ میں رنگین کرنا پڑتا ہے۔ مگر کس قسم کے مذہبی رنگ میں؟ عیسائیت تو یقیناً نہیں۔ کیونکہ عیسائیت مذہبی طور پر جنگ کا بالکل ذکر ہی نہیں کرتی بلکہ بظاہر طور پر وہ حفاظت نفسی سے بھی منع کرتی ہے یعنی جیسا کہ میں پہلے آپکے سامنے اسلامی نقطۂ خیال سے بیان کر چکا ہوں عیسائیت مذہبی نقطۂ خیال سے بالکل ناکمل چھوڑ دیگئی ہے اور انسان کی مجموعی زندگی کے متعلق یہ کوئی ہدایات نہیں دیتی اس لحاظ سے اور دوسری کئی وجوہات سے ہم اسلام کو عیسائیت کا متمم اور تکمیل دینے والا تسلیم کرتے ہیں مگر چاہے خیال میں ہم سے متفق ہوں یا اختلاف کریں آپ کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہ مذہبی رنگ جس نے جنگ عیسائیت کو لاکھوں دلوں میں معزز اور ممتاز کر دیا ہے۔ اور وہ قول اور یقین جس کو کہ مختلف گورنمنٹیں مشتہر کر رہی ہیں۔ اور جس کو لاکھوں دیانتدار آدمیوں کے یقین نے متبرک بنا دیا ہے۔ یہ سب کچھ ہے۔ مگر وہ واحد مذہبی رنگ اور عقیدے جو کہ ایسے معاملے میں شریف اور روشن خیال لوگوں کو اپیل کر سکتے ہیں وہ صرف اسلامی ہی ہیں +

آؤ ہم اس گذشتہ جنگ یورپ کی تاریخ کو ان انگلستان کے بیشمار لوگوں کی نگاہوں سے

دیکھیں۔ جو کہ اس کو ایک مذہبی رنگ میں رنگین سمجھتے تھے اور اب بھی سمجھتے ہیں جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں۔ ان لوگوں کو اُن تاریک۔ اُلجھے ہوئے اور ناپاک آغازوں اور وجوہات کا علم ہی نہیں ہے جو کہ مشرق میں پیش آئیں۔ اُن کے نزدیک اس لڑائی کا آغاز جہاں تک کہ ہمارے مُلک (انگلستان) سے تعلق رکھتی ہے صرف جرمنی کا بلجیم پر حملہ کرنا اور ایک قابل تعظیم معاہدہ بین الاقوامی کا توڑنا تھا۔ اور واقعی ایسا ہوا بھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی معاہدے اور صلحنامے توڑے گئے۔ اور اُن کو توڑنے دیا گیا۔ پچھلے زمانے میں یورپین معاہدوں کو ایک مذہبی کارروائی کبھی نہیں سمجھا گیا بلکہ وہ ایک قسم کے باہمی سمجھوتے ہوتے تھے۔ معاہدہ برلن جو کہ بلجیم کے متعلق عہد و پیمان سے بھی بعد کا ہے۔ اور جو کہ امن یورپ کے لئے خصوصاً اور بھلائی دُنیا کے لئے عموماً کسی طرح بھی کم ضروری نہیں ہے کئی دفعہ توڑا گیا ہے۔ اور اسکے توڑے جانے پر سوائے مشرقی ممالک کے اور کہیں بھی کوئی خاص اظہار ناراضگی نہیں کیا گیا۔ معاہدہ جزیرہ قبرص جس وقت تکلیف دہ معلوم ہؤا تو اُس کا قابل تعظیم ہونا بھی جاتا رہا۔ جب تک کہ مدبر الملک و ماہر سیاست لوگوں میں ہی ان معاہدوں پر بحثیں اور تقریریں ہوتی رہینگی تب تک معاہدہ و حقوق بین الاقوامی کے متعلق ایسا ہی رُوکھا اور بیہودہ خیال رائج رہیگا۔ مگر مختلف ممالک کے لوگ فطرتی غیرت اور عزت اور کچھ دیانتداری بھی رکھتے ہیں۔ وہ اس بندوبست اور تصفیہ کی خاطر اپنی جان دیدیں گے جس کو کہ مدبران مُلک منسوخ اور باطل قرار دیں گے۔ اور اپنی ایسی سخت بے عزتی تصور کریں گے۔ کہ اُن کا مُلک اپنے عہد و پیمان کو توڑ دے۔ وہ قوموں کو ایک قسم کے بڑھیا اور اعلٰے النفس خیال کرتے ہیں جن کے ویسے ہی حقوق ہیں جیسے کہ دوسرے آدمیوں کے ہوتے ہیں اور اُن کے عمدہ چال چلن کے مطابق ہی اُن کے لئے عزت اور تعظیم بھی ہے جیسا کہ دوسرے آدمی حاصل کرتے ہیں۔ اب دیکھئے بھی اسلامی نقطۂ نگاہ بھی ہے۔ جب ان لوگوں کو معلوم ہؤا کہ ایک نہایت ہی باضابطہ اور منزل معاہدہ جس پر کہ انگلستان کے دستخط بھی تھے توڑ دیا گیا ہے تو انہوں نے خیال کیا کہ ایک نہایت ہی قبیح جُرم سرزد ہؤا ہے +

قرآن شریف فرماتا ہے:-

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ۝ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝ وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ (سورۃ انفال۔ رکوع ۷) ترجمہ:- "اللہ کے نزدیک بدترین حیوانات وہ لوگ ہیں جو کفر کرتے ہیں۔ وہ تو کسی طرح ایمان لانیوالے ہیں نہیں۔ جن لوگوں سے تم نے (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) عہد وپیمان کیا۔ پھر اپنے عہد وپیمان کو ہر بار توڑتے ہیں اور وہ نہیں ڈرتے تو اگر تم اُن کو لڑائی میں پاؤ تو ان پر ایسا زور ڈالو کہ جو لوگ اُن کی پُشت پر ہیں اُن کو بھاگتے دیکھ کر اُن کو بھی بھاگنا ہی پڑے (یعنی ان کو ایسی قرار واقعی اور عبرتناک سزا دے کہ دور کے آدمی اس سے عبرت پکڑیں) شاید یہ لوگ عبرت پکڑیں۔ اور اگر تمہیں کسی قوم کی طرف سے دغا کا اندیشہ ہو۔ تو مساوات کو ملحوظ رکھ کر (ان کے عہد کو اُلٹا) اُنہی کی طرف پھینک مارو۔ بیشک اللہ دغابازوں کو دوست نہیں رکھتا" +

ایک اور مشہور موقعہ پر قرآن شریف فرماتا ہے:-

وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۙ وَرَسُولُهُ ۚ فَإِن تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ (سورۃ توبہ رکوع ۱)

ترجمہ:- اور حج اکبر کے دن اللہ اور اس کے رسُول کی طرف سے منادی کیجاتی ہے کہ اللہ اور اس کا رسُول مشرکین سے دست بردار ہیں پس (اے مشرکو) اگر تم توبہ کرو تو یہ

تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور اگر پھرے رہو تو جان رکھو کہ تم اللہ کو ہرا نہیں سکو گے اور (اے پیغمبر) کافروں کو عذاب دردناک کی خوشخبری سُنا دو۔ ہاں مشرکین میں سے جن کے ساتھ تم (مسلمانوں) نے صلح کا عہد و پیمان کر رکھا تھا۔ پھر انہوں نے ایفائے عہد میں) تمہارے ساتھ کسی طرح کی کمی نہیں کی۔ اور نہ تمہارے مقابلے میں کسی کی مدد کی وہ مستثنٰی ہیں۔ تو ان کے ساتھ جو عہد ہے اُسے اُس مدت تک جو اُن کے ساتھ ٹھیری تھی پورا کرو۔ کیونکہ اللہ ان لوگوں کو جو (بدعہدی سے) بچتے ہیں دوست رکھتا ہے"

تمام قرآن شریف میں معاہدہ کا لفظ ایک متبرک عہد و پیمان اور ایک سنجیدہ اور پختہ اقرار کے معنوں میں استعمال ہوا ہے جس کا توڑنا کفر اور فسق اور خلاف شرع ہے۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے بنی اسرائیل سے ایک عہد لیا تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے سے پہلے عیسائیوں سے بھی عہد لیا تھا۔ مگر انہوں نے اس عہد کو پورا نہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تکلیفوں اور مصیبتوں نے ان کو آگھیرا۔ اور سزا کے طور پر وہ مدتوں بھٹکتے پھرے مگر اسلامی اقوام کے نزدیک معاہدہ ہمیشہ ایک متبرک چیز خیال کیا جاتا تھا۔ کم از کم مجھے یاد نہیں کہ کسی موقع پر کسی اسلامی سلطنت نے جان بوجھ کر کسی معاہدے کو توڑا ہو۔ اگرچہ انہیں پورا حق حاصل ہے کہ معاہدے کو واپس پھینک دیں۔ اگر ان کو کسی دغا بازی کا اندیشہ پیدا ہو جائے۔ میرا خیال نہیں کہ اسلام کے بدترین دشمن بھی اسلام پر بین الاقوامی امور سیاسی کے معاملہ میں کسی دغا بازی کا الزام لگا سکیں +

انگریزوں کے ضمیر نے انکو ملامت کی جبکہ انکو یہ کہا گیا کہ جرمنی نے اس بین الاقوامی سمجھوتہ کو توڑ دیا جس کی حفاظت کی انگلستان نے قسم کھائی ہوئی تھی یہی وجہ ہے کہ ہزاروں نے اس ملک قانون کی حفاظت کے لئے اپنے آپ کو والنٹیر کر دیا۔ مگر پھر بھی لیسا جوش خروش نہ تھا جیسا کہ جرمنوں کے بیکس بلجیموں پر ظلم و ستم اور جرمیوں کی خبریں آنے پر پیدا ہو گیا غصے اور جنگی جوش کی ایک زبردست لہر تھی جو ملک پر پھیل گئی۔ اور ان بدنصیبوں کی وجہ سے اس نے ایک مذہبی رنگ اختیار کر لیا۔ مگر کیا کہیں اناجیل عیسوی میں بھی عیسائیوں کو مظلوموں کی خاطر لڑنے کو کہا گیا ہے؟

کوڑیوں کے دام جواہر ریزے

رسالہ اشاعت اسلام کی سابقہ جلدیں نہایت قابل دید ہیں۔ ان سابقہ جلدوں میں اہم مسائل اسلام پر مسلسل اور سیر کن بحث کی گئی ہے جس کے مطالعہ سے اسلام سے نا آشنا احباب اچھی طرح عامہ مسائل سے واقفیت حاصل کر کے اسلام کے مخالفین کو دندان شکن جواب دینے کے قابل ہو سکتے ہیں اس کے مضمون نگار مشرق و مغرب کے علماء و فضلاء ہیں ہم نے پبلک کے مفاد کیلئے انکی قیمت میں تخفیف کر دی ہے۔ امید ہے کہ دلدادگان اسلامی لٹریچر اس سنہری موقعہ سے استفادہ اُٹھا دینگے۔ اور اسی رنگ میں مشن کی اعانت فرما کر اس کار خیر میں حصہ لیں گے سابقہ جلدوں میں سے کچھ مضامین بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں **وھو ھذا**

آمن و سلامتی کا مذہب۔ عیسائیت و توحید۔ مذہب میں فطرت کا رنگ۔ اخلاق فاضلہ۔ اخلاقی معجزات رحمۃ للعالمین۔ مسئلہ زندگی۔ قرآن کریم و عقل۔ سیرت نبوی۔ لمعات انوار محمدیہ۔ ایک سر چشمہ سے نکلے ہوئے مذہب۔ اسلام کا احسان عورت پر۔ تہذیب اسلام و عیسائیت۔ روحانی شفا۔ خدا کی کامل تصویر۔ کفارہ کی تردید۔ دین فطرت۔ بعد الموت زندگی۔ غلامی۔ رمضان۔ قسمت۔ خطبات جمعہ لندن مسلم ہوس کے خطبات۔ مطالعہ اسلام۔ مذہب۔ سلمات میں ہستی باری تعالیٰ۔ یا عضیات اسلام۔ جنگ اور مذہب۔ دنیا کے شہدائے ثلاثہ۔ خدا کی بادشاہت۔ عورت کی حیثیت مختلف مذہبی قوانین کے ماتحت۔

اسلامک ریویو انگریزی

جلد ۱۹۱۳ء ۴ پرچے عہ/ ۔ جلد ۱۹۱۴ء ۱۲ پرچے عہ/ ۔ جلد ۱۹۱۵ء مکمل عہ/ ۔ جلد ۱۹۱۶ء ۹ پرچے عہ/
جلد ۱۹۱۷ء ۶ پرچے عہ/ ۔ جلد ۱۹۱۸ء ۹ پرچے ۱۲/ ۔ مکمل ۱۹۱۹ء عہ/

اشاعت اسلام اردو

جلد ۱۹۱۴ء ۶ پرچے ۸/ ۔ جلد ۱۹۱۵ء ۱۱ پرچے عہ/ ۔ جلد ۱۹۱۶ء مکمل عہ/
جلد ۱۹۱۷ء ۱۰ پرچے عہ ۔ جلد ۱۹۱۸ء ۱۱ پرچے ۱۲/ ۔ جلد ۱۹۱۹ء مکمل ۱۲/

المشتہر

خواجہ عبد الغنی منیجر اشاعت اسلام بک ڈپو عزیز منزل لاہور

چندہ سالانہ اشاعت اردو

اسلامک ریویو و وکنگ لنڈن

چندہ سالانہ انگریزی ایڈیشن ۷ روپیہ

ایڈیٹرز حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی و حضرت مولوی صدر الدین صاحب بی اے بی ٹی

بلاد غربیہ میں اشاعت اسلام کا علمبردار تثلیث کے مرکز میں توحید کا پیامبر قرآن کریم کے حسن و جمال کا فوٹو

آنحضرت صلعم کے پاک حالات اور آپ کے خلق عظیم کا آئینہ حسن سیرت و معاشرت کا فوٹو علمی ادبی تمدنی اخلاقی

اصلاحی مضامین کا دلنواز مجموعہ آنحضرت صلعم کے مختلف شعبہ ہائے زندگی کا دلکش مرقع ملت بیضا کی طرف سے دین اسلام

کی دعوت کا واحد ذریعہ سیاہ ظلمت تثلیث و تجود کی تاریکی میں تجلی کا کام کرنے والا ایک ہی انگریزی زبان میں ماہواری

رسالہ جس نے ایسے وقت میں جبکہ اسلام کے چہرہ پر افترا غلط فہمی اور غلط بیانی کی سیاہ چادر پڑی ہوئی

تھی اس نے چادر کو پھاڑ اسلام کے منور چہرے سے یورپین آنکھیں چکا چوند کر دی اس کا اردو ترجمہ رسالہ

اشاعت اسلام

(سے سالانہ) ماہواری لاہور سے شائع ہوتا ہے نیز دو ماہوار چھ سالوں میں ہر ماہ نو مسلمین و نماز عیدین کی تصاویر ہوتی ہیں

المشتہر مینیجر اسلامک ریویو و اشاعت اسلام - عزیز منزل نولکھا لاہور

ینابیع المسیحیت

براہین نیرہ حصہ اول

(معروف بہ زندہ و کامل الہام)

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

اسمیں یہ دکھلایا گیا ہے کہ قرآن ایک خاتم اور ناطق الہامی کتاب ہے جسمیں تہذیب و تمدن کے کامل قوانین موجود ہیں - اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے - کل مذاہب دیگر کے عقاید اور اصولوں پر نہایت منطقی بحث کی گئی ہے + ۱۲ ار

ام الالسنہ

معروف بہ زندہ و کامل الہامی زبان

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

یہ کتاب بالکل جدید تصنیف ہے اور جدید مضمون پر لکھی گئی ہے اپنی نوع کی پہلی کتاب اردو و انگریزی لٹریچر میں لکھی گئی ہے اسمیں یہ دکھلایا گیا ہے کہ عربی الہامی زبان ہے اور کل دنیا کی زبانیں اس زبان سے نکلی ہیں اور ابتدا میں سب ملکوں کا آبا و اجداد عربی الاصل تھے - یہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے + قیمت ۱۲

اسوہ حسنہ

(معروف بہ زندہ و کامل نبی)

اسمیں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے - یہ کتاب مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے - اسکو پڑھ کر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا - کہ محمد صلعم خاتم النبیین ہیں اور اگر کوئی کامل نبی ہو سکتا ہے تو آپ کی ذات پاک ہی ہے قیمت ۸

المشتہر مینیجر اشاعت اسلام بک ڈپو عزیز منزل نولکھا لاہور